مقامِ غوثیت

(مولانا) ارشد جمال اشرفی

استاذ جامع اشرف کچھوچھہ شریف

جمعیۃ الاشرف جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، یو. پی.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقام غوثیت

(مولانا) ارشد جمال اشرفی

خلیفہ شیخ اعظم سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں
استاذ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (یوپی)

جمعیۃ الاشرف (اسٹوڈینٹس مومنٹ)
جامع اشرف خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب.................. کتاب الابدال
نام مصنف.............. (مولانا) ارشد جمال اشرفی
کمپوزنگ............... اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر خانقاہ اشرفیہ سرکار کلاں
سن طباعت........... ۲۰۰۲ء
طبع دوم.............. ۱۰۰۰
قیمت.............. ۱۶ روپے
ناشر............. جمعیۃ الاشرف (اسٹوڈینٹس مومنٹ) جامع اشرف
درگاہ کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر

..........☆ ملنے کے پتے ☆..........

☆ غوث العالم اکیڈمی خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں، درگاہ کچھوچھہ شریف،
امبیڈکر نگر، یوپی پن:224155
☆ کتاب منزل، تاتارپور، بھاگلپور، بہار
☆ اشرفی نوری بکڈپو، درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، یوپی
☆ حاجی فیض احمد کتب فروش، درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

تارکُ السلطنت، قُدوۃ الکُبرا، غوث العالم،
محبوبِ یزدانی، امیر کبیر میر اوحد الدین، مخدوم
سلطان سید اشرف جہانگیر نور بخشی سامانی سمنانی

قدس سرہ النورانی

کے مقدس نام

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

ارشد جمال اشرفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقام غوثیت کے تعارف پر زیر نظر کتاب کا مسودہ پڑھا، اس میں اس عنوان پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے.......... تحقیقی انداز بیان، سادہ اسلوب نگارش، طرز استدلال کی پختگی؛ کتاب کی خاص خوبیاں ہیں.......... جو عنوان مذکور کے بنیادی تقاضے بھی ہیں.......... میرے خیال میں زبان اردو میں اس عنواؔن پر اس طرز کی یہ پہلی کتاب ہے...... تصوفانہ مذاق رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب بہت ہی معلومات افزا ہے.......... مولیٰ تعالیٰ محبّ گرامی مولانا ارشد جمال اشرفی بنارسی کو اس کارِ خیر پر بے شمار اجر عطا فرمائے! کہ انہوں نے مقامِ غوثیت کا صحیح تعارف پیش کر کے آج کی اس ”روحانی کالا بازاری“ کے دور میں بہت سے غلط ذہن وفکر کی اصلاح کرنے کی مستحسن کوشش کی ہے.......... مولانا موصوف ایک ذی استعداد عالم دین ہیں.... .....ان کا تحریری و تحقیقی ذوق لائق ستائش ہے........... مختلف دینی رسالے خصوصاً ”سہ ماہی مجلّہ غوث العالم کچھوچھہ“ میں ان کے تحقیقی مضامین برابر چھپتے رہتے ہیں.......... شعر وشاعری کا بھی شوق خوب ہے.......... جامع اشرف کے لائق وفائق اساتذہ میں ان کا شمار ہے.......... الحاصل موصوف اپنے میں بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں.......... مولیٰ تعالیٰ مولانا موصوف کے علم وفضل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کی دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے...... ....امین بجاہ سید حبیبہ سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین

فقط.......... خاکپائے اشرف

مولانا رضاء الحق اشرفی (خلیفہ سرکارکلاں)

شیخ الحدیث جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع امبیڈکر نگر (یوپی)

یوم جمعہ مبارکہ، ۹/ جمادی الآخرہ ۱۴۲۱ھ......۸/ ستمبر ۲۰۰۰ھ

اس کتاب میں

☆ غوث اور قطب کی اصطلاح پر شیخ ابن تیمیہ کی تنقید ۶
☆ لفظ غوث اور قطب کا رواج ۱۱
☆ غوث کے انکار پر ایک عبرت انگیز واقعہ ۱۴
☆ قطب کی اصطلاح رسول اللہ ﷺ کی زبان پر ۱۵
☆ غوث کی تعریف ۱۶
☆ قطب اور قطب الاقطاب کا فرق ۲۰
☆ غوث پاک کے نزدیک غوث کی تعریف ۲۱
☆ ایک شبہ کا ازالہ ۲۸ ☆ تنبیہ ۲۸
☆ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک تفرد ۲۹ ☆ متفرقات ۳۰
☆ منصب غوثیت کا اجراء......۳۱ ☆ غوث کے احوال ۳۶
[redacted]
☆ غوث کبھی اوجھل ہوتا ہے اور کبھی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ۳۹
☆ غوث اکثر حالتوں میں کعبہ کی مجاوری کرتا ہے ۴۳
☆ غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے ۴۴
☆ غوث کو شدید دردِ سر کی شکایت رہتی ہے ۴۵
☆ بحالی و معزولی کا منصب غوث کے سپرد ہوتا ہے ۴۵
☆ غوث کی نماز جنازہ غوث ہی پڑھاتا ہے ۴۷
☆ غوث کا مزار ظاہر نہیں ہوتا ۴۷
☆ غوثیت کی کوئی معینہ مدت نہیں ۴۸ ☆ غوث سید ہوتا ہے؟ ۴۸
☆ غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں ۴۹
☆ غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کی غوثیت ۵۲
☆ ایک سوال کا جواب ۵۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ابدال"، جنہیں "رجال الغیب" اور "مردان غیب" بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ پاکیزہ جماعت ہے جو اولیائے کرام میں ممتاز، منتخب اور نمایاں حیثیت کی مالک ہے اور جسے دنیا بھر میں افضلیت کا درجہ حاصل ہے۔ راقم الحروف "ابدال" کے وجود و اخلاق اور فضائل کے تعلق سے ایک تحقیقی مقالہ بنام "کتاب الابدال" مرتب کر چکا ہے، جو ابھی زیورِ طبع سے آراستہ نہیں۔☆...... مجھے یہاں "غوث" کی حقیقت اور اس کے مقام و مرتبہ سے گفتگو کرنی ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ ابدال کی جماعت میں جو سب سے زیادہ مبارک اور سب سے بڑھ کر فضیلتوں والا ہوتا ہے، جسے ابدال کی جماعت میں امیر اور سردار کی حیثیت حاصل ہوتی ہے؛ اسی کو "غوث" کہتے ہیں۔ یہ صوفیہ کی ایک خاص اصطلاح ہے، چونکہ اس لفظ کا کوئی وجود؛ کتاب وسنت یا اقوالِ صحابہ میں فراہم نہیں ہوتا، اس لئے حجت پرست لوگ اس کے وجود ہی کے سرے سے منکر ہو جاتے ہیں۔

غوث اور قطب کی اصطلاح پر شیخ ابن تیمیہ کی تنقید

صوفیوں کی اس اصطلاح پر سب سے پہلے نکتہ چینی کرنے والے "شیخ ابن تیمیہ" ہیں۔ انہوں نے کئی جہت سے اس اصطلاح پر ضرب لگانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"یہ نام نہ تو کتاب اللہ میں کہیں آیا ہے اور نہ ہی نبی ﷺ کی کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں مروی ہے اور "غوث" صرف اللہ ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر زمانہ میں ایک شخص دنیا بھر میں مطلقاً افضل ہو، ممکن ہے کہ کبھی دو یا تین افراد بھی فضیلت پانے میں خدا کے نزدیک برابر ہوں"۔[۱]

☆اب اس کتاب کو جمعیۃ الاشرف نے ۲۰۰۱ء میں زیور طبع سے آراستہ کرالیا ہے۔

[۱] مجموعۃ الرسائل والمسائل: ۱/۵۷-۶۱

شیخ ابن تیمیہ کی اس تنقید کے تین پرزے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پرزے کا یہاں جائزہ لیا جائے گا۔

پہلا پرزہ..........''یہ نام نہ تو کتاب اللہ میں آیا ہے اور نہ ہی نبی ﷺ کی کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں مروی ہے''۔

یہ بات کسی چیز کی حقیقت کے انکار کی کوئی وجہ نہیں بن سکتی۔ ہر قوم کی اپنی ایک اصطلاح ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ کسی ثابت شدہ حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ (لَامُنَاقَشَةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ — اصطلاح میں کوئی جھگڑا نہیں) شیخ ابن تیمیہ کے اس معیار کو حق مان لیا جائے تو بہت ساری اصطلاحوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ مثلاً: قاضی القضاۃ، ملک الملوک، امیر الامراء، شہنشاہ، شیخ الاسلام، امیر المومنین فی الحدیث، برہان الدین، حجۃ الاسلام، حافظ الحدیث، امام اعظم، فقیہ النفس، محقق علی الاطلاق، خاتم الفقہا، محدث، حاکم، حافظ، حجت، ثقہ، ثبت، اوثق، صدوق، ضعیف، مولوی، مفتی...... ایسے بے شمار نام ہیں جو پوری امت میں بالاتفاق رائج ہیں، حالانکہ ان کا کوئی ثبوت کتاب وسنت یا اقوال صحابہ میں فراہم نہیں ہوتا، اس کے باوجود کوئی اسے غلط قرار نہیں دیتا، جب کہ ان میں بعض وہ اصطلاح ہے جس کا وجود بھی کتاب و سنت سے ثابت نہیں، چہ جائیکہ نام اور اصطلاح...... پھر بھی ان ناموں کے ذریعہ جس خاص شخص کی طرف اشارہ ہوتا ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرتا، یوں ہی غوث اور قطب کا لفظ اگرچہ کتاب وسنت یا اقوالِ صحابہ میں نہیں ملتا مگر صوفیہ کے نزدیک اس اصطلاح کی جو مراد ہے وہ تو دلیلوں سے ثابت ہے۔

دوسرا پرزہ ....''غوث صرف اللہ ہے''۔

ابن تیمیہ؛ غوث کے لفظی ترجمہ کا اعتبار کرتے ہوئے کسی بندے کو

”غوث“ کہنا ممنوع قرار دیتے ہیں اور ”قطب“ کا استعمال بندے کے حق میں جائز سمجھتے ہیں، جب کہ ”قطب“ بھی اپنے لفظی ترجمہ کے اعتبار سے صرف اللہ ہے۔ ”قطب“ کا معنی بتاتے ہوئے ابن تیمیہ خود لکھتے ہیں:

”ہر وہ شخص جس پر دین و دنیا کے باطن و ظاہر معاملات میں سے کسی معاملہ کا دار و مدار ہو تو وہ اس معاملہ کا قطب اور اس کا مدار ہے، چاہے وہ معاملہ اس کے گھر کا ہو یا محلے کا یا شہر کا یا دین و دنیا کے باطن و ظاہر کا، لیکن صوفیہ کی اصطلاح میں ”قطب“ وہ ہے جس پر صرف اصلاح دنیا کا دار و مدار ہو“۔ [۱]

دیکھا جائے تو یہ لفظ حقیقت میں پورے طور پر اللہ کے سوا اور کس کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے؟ مگر ابن تیمیہ کے نزدیک اس کا استعمال بندے کے حق میں جائز ہے، پھر لفظ غوث میں کیا برائی ہے کہ کسی بندے کو ”غوث“ نہیں کہہ سکتے؟! جب کہ قرآن میں خود اس کا استعمال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ عَدُوِّهٖ﴾ [۲] (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک ساتھی نے آپ کے دشمن پر مدد طلب کی)

اہل لغت نے بھی اس کا کوئی ایسا معنی نہیں بتایا ہے جو شرعاً ممنوع ہو۔

زبیدی لکھتے ہیں کہ:

”طلبِ غوث کا نام استغاثہ ہے اور اس کا مطلب ہے سختی اور سزا سے چھٹکارا پانا اور سختیوں سے بچنے پر مدد ملنا، شاعر کہتا ہے:

حَتّٰی اسْتَغَاثَ بِمَاءٍ لَا رِشَاءَ لَهٗ   مِنَ الْاَبَاطِیْحِ فِیْ مَافَاتَهُ الْبُرَكُ

(اس نے ایسے پانی کی مدد چاہی کہ سفید آبی پرندوں کے پی لینے کے بعد کشادہ نالوں میں کوئی چھینٹ باقی نہیں) [۳]

---

[۱] مجموعۃ الرسائل والمسائل: ۱/۶۱ [۲] قصص: ۲۰/۱۵ [۳] تاج العروس: ۵/۳۱۴،

اہل زبان غوث واستغاثہ سے جو معنی سمجھتے تھے قرآن نے اسی معنی میں ان کا استعمال کیا ہے اور ظاہر ہے کہ عرب کے زبان دانوں نے خدا کے سوا دوسروں کے لئے بھی اس معنی کو مستعمل رکھا ہے۔

بالفرض ”غوث“ کا لفظی ترجمہ ایسا ہو کہ پورے طور پر اسے صرف اللہ کے لئے بولا جاسکتا ہے تو صرف اتنی سی بات پر اس لفظ کا استعمال بندوں کے حق میں ممنوع کردینا غیر علمی بات ہوگی؟ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ………رؤف، رحیم، عزیز، حکیم، سید، مولیٰ، مالک، خالد، علیم، حلیم وغیرہ کتنے الفاظ ہیں جو حقیقت میں صرف اللہ ہی کے لئے بولے جاسکتے ہیں؟ بلکہ ان میں سے بعض ناموں کا استعمال غیر اللہ کے لئے حدیث میں ممنوع بتایا گیا ہے۔ اس کے باوجود خود قرآن میں، اقوال صحابہ میں، طریقۂ سلف میں، حتی کہ عرف عام میں بندوں کے لئے ان کا استعمال ہوتا رہا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ میں؛ حروف کی ترتیب یا اس کے اِعراب وبِنا کا لحاظ نہیں ہوتا، بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان لفظوں کا استعمال کن معانی میں؛ کس نظریہ وفکر کے تحت ہو رہا ہے؟ اگر وہ معنی یا وہ نظریہ ایسا ہے جو بندوں پر کسی طرح بھی فِٹ نہیں آتا تو ہم اسے ضرور ممنوع قرار دیں گے، ورنہ نہیں۔

لھذا…… صوفیوں سے پوچھنا چاہئے کہ انہوں نے ”غوث“ کی اصطلاح میں کون سا نظریہ چھپا رکھا ہے؟ انشاء اللہ اس کی تفصیل ہم بہت جلد پیش کر رہے ہیں۔

تیسرا پرزہ……… ”یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر زمانہ میں ایک ہی شخص دنیا بھر میں مطلقاً افضل ہو، ممکن ہے کہ دو یا تین افراد بھی فضیلت پانے میں خدا کے نزدیک برابر ہوں“۔

جو لوگ غوث کو پوری دنیا میں مطلقاً افضل بتاتے ہوں ہمیں ان سے سروکار

نہیں، البتہ صوفیہ کے نزدیک ”غوث“ مجموعی اعتبار سے افضل انسان ہوتا ہے۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ کوئی ایک فرد ایسا ہو جو مجموعی لحاظ سے پوری دنیا میں افضل قرار پائے کیا ایسا نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر ”اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْقِ“ کا خطبہ پڑھا جاتا ہے؟ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امت نے افضل انسان نہیں مانا؟ پھر آپ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کا اشارہ نہ ہوا؟ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے دور میں افضل انسان نہ تھے؟ حافظ ابن حجر عسقلانی نے صاف لکھ دیا ہے:

”مَاتَ فِی رَمَضَانَ سَنَةَ اَرْبَعِیْنَ وَھُوَ یَوْمَئِذٍ اَفْضَلُ الْاَحْیَاءِ مِنْ بَنِی آدَمَ بِالْاَرْضِ بِاِجْمَاعِ اَھْلِ السُّنَّةِ“[1]

(آپ [حضرت علی] نے رمضان ۴۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت آپ روئے زمین کے تمام انسانوں سے افضل تھے۔ اس پر اہل سنت کا اجماع ہے۔)

آپ کے بعد سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر فضیلتوں والا کون تھا؟ اس کے بعد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی اور افضل انسان بھی دنیا میں کہیں تھا؟

یہ سارے زندہ و جاوید حوالے بول رہے ہیں کہ دنیا بھر میں تنہا ایک افضل انسان کا وجود ممکن ہے۔ اگر اسی افضل انسان کو ہم ”غوث“ قرار دیں تو پھر نکتہ چینی کا کیا موقع رہ جاتا ہے؟ شیخ ابن تیمیہ نے جن تین جہتوں سے غوث کے وجود و اصطلاح پر تنقید فرمائی تھی اس کی غلطی ظاہر ہے۔

☆☆☆

---

[1] تقریب التہذیب: ۲، ۳۹

لفظ غوث اور قطب کا رواج

ان دونوں لفظوں کا پہلے پہل استعمال کس نے کیا؟ کس کے لئے کب اور کہاں استعمال ہوا؟ تاریخ اس کے جواب میں خاموش ہے، لیکن یہ ایسے کوئی نئے الفاظ بھی نہیں ہیں جنہیں صدی دو صدی کی ایجاد کہہ کر نظر انداز کر دیا جائے۔ تاریخ بغداد دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ پانچویں صدی ہجری میں غوث کی اصطلاح معروف تھی ، چنانچہ خطیب بغدادی؛ شیخ ابو بکر کتانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”نقبا تین سو ہیں ، نجبا ستر ہیں ، بدلا چالیس، اخیار سات، عمد چار اور غوث ایک...... نجبا مصر میں رہتے ہیں، ابدال شام میں اور اخیار دنیا میں سیاحت کرتے ہیں اور عمد زمین کے گوشے گوشے میں رہتے ہیں اور غوث کا ٹھکانہ مکہ ہے۔ عوام کو جب حاجت پیش آتی ہے تو نقباان کے لئے دعا کرتے ہیں ورنہ ابدال پھر اخیار پھر عمد دعا کرتے ہیں تو ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اب بھی اگر دعا قبول نہ ہو تو غوث ان کے لئے دعا کرتا ہے۔ غوث کا سوال پورا بھی نہیں ہو تا کہ دعا قبول ہو جاتی ہے“۔[۱]

گرچہ یہ روایت میزان نقد پر پوری نہیں اترتی، کیونکہ اس کا ایک راوی ”علی بن عبداللہ بن جہضم ہمذانی“ ضعیف ہے۔ ذہبی اور عسقلانی نے اس پر حدیث گڑھنے کا الزام لگایا ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ:

”وہ ثقہ نہیں بلکہ متہم ہے، اس کی روایتیں مصیبت ہیں“۔[۲]

ابن جوزی کہتے ہیں کہ:

”وہ متکلم فیہ ہے“۔[۳]

لیکن کم از کم اس جھوٹی روایت سے یہ ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ اس زمانے

---

[۱] تاریخ بغداد: ۳/۷۵-۷۶ [۲] میزان الاعتدال: ۳/۱۴۲-۱۴۳- سیر اعلام النبلا: ۱۷/۲۷۶- لسان المیزان: ۵/۲۷۴ [۳] المنتظم: ۹/۱۹۱- البدایہ: ۱۲/۲۱،

میں غوث کا تذکرہ موجود تھا، جبھی اس کی اہمیت جتانے کے لئے اس جھوٹی روایت کا سہارا لینا پڑا۔

یونہی قطب کی اصطلاح پر گفتگو کرتے ہوئے ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

”قطب (کی اصطلاح) بعض آثار میں وارد ہے لیکن غوث (کی اصطلاح) جن اوصاف کے ساتھ صوفیہ کے درمیان مشہور ہے وہ ثابت نہیں“۔[۱]

اس کی توجیہ کرتے ہوئے ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

”عنقریب سیدنا امام یافعی کے کلام میں دیکھئے گا کہ انہوں نے قطب کی تفسیر غوث سے کی ہے جو غوث کے ثبوت پر دلیل ہے اور اس بات پر بھی دلیل ہے کہ قطب اور غوث دونوں ایک ہیں، اسے یاد کر لیجئے۔ گویا عدمِ ثبوت سے ابن حجر کی مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیثوں میں یہ لفظ نہیں آیا ہے، لیکن اس کے ثبوت کو اس کی شہرت، اس کی خبروں سے استفاضہ کرنا اور صوفیہ کے درمیان اس کا چرچا ہونا کافی ہے“۔[۲]

علامہ ابن عابدین شامی کا یہ ریمارک فیصلہ کن ہے۔

قطب کی اصطلاح کا تذکرہ ہمیشہ سے صوفیہ اور علماء کے درمیان رہا ہے، چنانچہ چھٹی صدی ہجری میں سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے کلام میں کئی مقامات پر اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

ساتویں صدی ہجری میں ابن عربی کے ہاں یہ اصطلاح بڑے زور و شور کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ کے کلام سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ان

---

[۱] رسائل ابن عابدین شامی: ۲:۲۷۲، [۲] ایضاً

سے پہلے بھی اس اصطلاح کا رواج پایا جاتا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

"قطب" تو یہ بھی صوفیہ کے کلام میں پایا جاتا ہے کہ فلاں اقطاب میں سے ہے اور فلاں قطب ہے"۔[۱]

آٹھویں صدی ہجری میں شیخ ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ذہبی نے سیدنا غوث پاک کے بارے میں لکھا کہ: "وہ بلا مزاحمت؛ امامِ زمانہ، قطبِ عصر اور شیخِ شیوخِ وقت تھے"۔[۲]

نویں صدی ہجری میں غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ النورانی کے کلام میں قطب اور غوث کا لفظ کثرت سے پایا جاتا ہے، بلکہ آپ نے غوث کے مقام و مرتبہ کا تعارف کراتے ہوئے ایک مستقل تحریر "رسالہ غوثیہ" کے نام سے پیش کی ہے۔ اور آپ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ غوث اور قطب ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جس نظریہ کے تحت ایک شخص کو "قطب" کہا جاتا ہے، علما اور صوفیہ کے نزدیک اس کا جواز موجود ہے تو پھر اسی نظریہ کے تحت اسے "غوث" کہنے میں کیا مضائقہ ہے؟ چنانچہ عجلونی نے مذکورہ روایت میں واقع "غوث" کی توجیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "وہ قطب ہے جو مفرد اور جامع ہوتا ہے"[۳]

عجلونی نے اس ایک شخص کو غوث اور قطب دونوں کہا ہے۔

الحاصل یہ کہ ....اسے غوث کہا جائے یا قطب یا کچھ اور ...... بہر حال دنیا میں ایک ایسے شخص کا وجود ہے جو علم و فضل کے بلند ترین مقام پر فائز ہوتا ہے۔

☆☆☆

---

[۱] مجموعۃ الرسائل والمسائل: ۱/ ۶۱ [۲] تاریخ الاسلام: ۳۹/ ۸۷ [۳] کشف الخفا: ۱/ ۲۷،

غوث کے انکار پر ایک عبرت انگیز واقعہ

علامہ ابن حجر ہیتمی نے اس بارے میں خود اپنا ایک عبرت انگیز واقعہ نقل فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

”میں نے چودہ سال کی عمر میں؛ شیخ ابو عبداللہ امام محمد جوینی (جن کے علم و فضل اور زہد پر اتفاق ہے۔) سے جامع ازہر مصر میں ”مختصر ابی شجاع“ کا درس لیا۔ میں ایک مدت تک ان کی صحبت میں رہا۔ وہ تند مزاج تھے۔ ایک دن ان کی مجلس میں قطب، نجباء، نقباء اور ابدال وغیرہ کا تذکرہ چل پڑا تو شیخ نے سختی کے ساتھ اس کا انکار کیا اور کہا کہ ان سب کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ نبی ﷺ سے اس بارے میں کوئی چیز مروی ہے۔ میں نے ان سے کہا اور میں حاضرین میں سب سے چھوٹا تھا کہ معاذ اللہ! بلکہ یہ سچ اور حق ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ اولیاء اللہ نے اس کی خبر دی ہے اور اللہ نے انہیں جھوٹ سے محفوظ رکھا ہے، جیسا کہ امام یافعی نے اس بارے میں لکھا ہے۔ وہ ایک ایسے شخص ہیں جو علوم ظاہرہ اور باطنہ کے جامع ہیں، مگر شیخ نے اور زیادہ انکار کیا اور مجھے ایسا ڈانٹا کہ چپ ہونا پڑا۔ میرے دل میں یہ بات تھی کہ اس مسئلہ میں صرف شیخ الاسلام والمسلمین، امام الفقہاء والعارفین ابو یحییٰ زکریا انصاری میری مدد کر سکتے ہیں۔ میری عادت تھی کہ میں شیخ محمد جوینی کی رہنمائی کرتا کیونکہ وہ نابینا ہو چکے تھے۔ میں اور وہ شیخ الاسلام زکریا کے پاس آتے جاتے تھے ایک دن میں اور شیخ محمد جوینی؛ شیخ الاسلام کے ہاں جا رہے تھے، جب ہم ان کے گھر کے قریب پہنچے تو میں نے شیخ سے کہا: شیخ الاسلام سے قطب وغیرہ کے مسئلہ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ دیکھتے ہیں کہ اس بارے میں ان کا کیا خیال ہے؟ جب ہم ان کے ہاں پہنچے تو انہوں نے شیخ جوینی کا استقبال کیا اور ان کی خوب بڑھ چڑھ کر تعظیم کی اور ان سے دعا کی درخواست کی، پھر

مجھے کچھ دعائیں دیں۔ ان میں سے ایک دعا یہ تھی "اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ" (اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا کر) وہ اکثر میرے لئے ایسی دعا فرماتے تھے۔ جب شیخ کی گفتگو پوری ہوگئی اور انہوں نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو میں نے شیخ الاسلام سے دریافت کیا: یاسیدی! قطب، اوتاد، نجبا، نقبا اور ابدال وغیرہ جس کا ذکر صوفیہ کرتے ہیں کیا حقیقۃً وہ موجود ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! خدا کی قسم! اے بیٹے۔ میں نے کہا: یاسیدی! یہ شیخ جوینی اس کا انکار کرتے ہیں اور جو اس کا تذکرہ کرتا ہے اس کا خوب رد کرتے ہیں۔ آپ نے پوچھا: اے شیخ محمد! کیا یہ بات ہے؟ آپ نے کئی مرتبہ اس جملہ کو ان سے دہرایا یہاں تک کہ شیخ محمد کہہ پڑے: یامولانا شیخ الاسلام! میں اس پر ایمان لایا اور تصدیق کیا کہ یہ بات ثابت ہے۔ انہوں نے کہا: اے شیخ محمد! آپ سے یہی امید تھی۔ پھر ہم لوگ واپس ہوئے اور شیخ جوینی میری اس حرکت پر ناراض نہ تھے"۔[۱]

جو حضرات غوث کے وجود سے انکار رکھتے ہیں وہ اس واقعہ سے ضرور عبرت حاصل کریں۔

☆☆☆

قطب کی اصطلاح رسول اللہ ﷺ کی زبان پر

بعض صوفیہ کے کشف سے واضح ہوتا ہے کہ قطب کی اصطلاح رسول اللہ ﷺ کی تجویز کردہ ہے، چنانچہ شیخ خلیفہ اکبر جو اکثر رسول اللہ ﷺ کو بطور کشف دیکھا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور آپ سے پوچھا: یارسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے کہہ دیا ہے کہ: "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے"۔ تب آپ نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے، کیوں نہ کہے؟ وہ قطب ہے اور میں اس کا محافظ

---

[۱] الفتاوی الحدیثیہ: ۳۲۵۔

ہوں"۔

اس روایت کو امام شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں نقل کیا ہے۔[۱]

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ قطب کی اصطلاح غیر شرعی نہیں دنیا میں ایک ایسا وجود ہوتا ہے جسے قطب اور غوث کہا جاتا ہے۔

[redacted]

"غوث" کی مختلف تعریف بیان کی ہے، جو حسب ذیل ہے:

☆ شیخ عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"اَلْقُطْبُ فِی اِصْطِلَاحِ الْقَومِ اَکْمَلُ الْاِنْسَانِ مُتَمَکِّنٌ فِی مَقَامِ الْفَرْدِیَّۃِ تَدُورُ عَلَیْہِ اَحْوَالُ الْخَلْقِ" [۲]

(صوفیہ کی اصطلاح میں "غوث" اس کامل ترین انسان کو کہتے ہیں جو مقام فردیت پر فائز ہو، جس پر مخلوق کے احوال گردش کرتے ہوں۔)

☆ ابن عربی غُفِرَلَہٗ الْقَوِی لکھتے ہیں:

"وَلٰکِنَّ الْاَقْطَابَ الْمُصْطَلِحَ عَلٰی اَن یَّکُوْنَ لَھُمْ ھٰذَا الْاِسْمُ مُطْلَقاً مِّنْ غَیْرِ اِضَافَۃٍ لَّایَکُونُ مِنْھُمْ فِی الزَّمَانِ اِلَّا وَاحِدٌ وَّ ھُوَ الْغَوثُ وَھُوَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَھُوَسَیِّدُ الْجَمَاعَۃِ فِی زَمَانِہٖ"۔[۳]

(اصطلاح میں مطلق "قطب" بغیر کسی اضافت کے…… وہ صرف ایک شخص ہوتا ہے، اسی کو "غوث" کہتے ہیں اور وہ اپنے زمانہ میں جماعت (ابدال) کا سردار ہوتا ہے۔

☆ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ یَدُورُ الْقُطْبُ فِی الْآفَاقِ الْاَرْبَعَۃِ مِنْ اَرْکَانَ

---

[۱] بہجۃ الاسرار مترجم: ۲۱ [۲] رسالہ ابن عابدین شامی: ۲۶۵ [۳] الفتوحات المکیہ: ۳/۱۱۔

الدُّنیَا کَدَوَرَانِ الْفُلْکِ فِی اُفُقِ السَّمَاءِ وَقَدْ سَتَرَتْ اَحْوَالُ الْقُطْبِ وَھُوَ الْغَوْثُ عَنِ الْعَامَّۃِ وَالْخَاصِّ غَیْرَۃٌ مِّنَ الْحَقِّ عَلَیْہِ غَیْرَ اَنَّہٗ یُرٰی عَالِماً کَجَاھِلٍ اَبْلَہَ کَفِطَنٍ تَارِکاً آخِذاً قَرِیْباً بَعِیْداً سَھْلاً عُسْراً آمِناً حَذِراً"۔ [۱]

(بعض عارفین کہتے ہیں کہ "قطب" ارکان دنیا کے چاروں گوشے میں گشت کرتا ہے جیسے آسمان کے کنارے کنارے ستاروں کا چکر لگانا، یہ قطب جو غوث ہوتا ہے اس کے احوال خاص وعام سے پوشیدہ رہتے ہیں، کیونکہ اس پر غیرتِ حق کی چادر ہوتی ہے، عالم ہونے کے باوجود ان پڑھ دِکھتا ہے، ذہین ہوتے ہوئے بے وقوف معلوم پڑتا ہے، دنیا سے بے نیاز ہو کر دنیا میں لگا رہتا ہے، خدا سے قریب رہ کر بھی دور نظر آتا ہے، دردمند ہوتے ہوئے تنگدل دکھائی دیتا ہے، بے خوف ہونے کے باوجود سہا ہوا لگتا ہے۔)

☆ مخدوم پاک علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اما قطب الاقطاب در تمام عالم ذات واحد بود چند الفاظ مترادف بر اسامی متبرکہ ایشان اطلاق کردہ اند مثل قطب الدائرہ وغوث الاعظم وانسان کامل وقطب الاقطاب وانسان وقطب الاعلیٰ ومظہر کلی وجہانگیر ولیکن عنداللہ اسم شریف غوث عبداللہ است کہ یگانۂ روزگار فرید اعصار بود حق تعالیٰ ذات یگانۂ اور امظہر کلی اسرار و منظر انظار خود کردہ از عالم در ہر زمانہ بر قلب ابراہیم قیل علی قلب اسرافیل قیام وجود عنصری وصورت پیکری باوست" [۲]

(قطب الاقطاب تمام عالم میں ایک ذات ہوتی ہے۔ چند مترادف الفاظ ان کے اسمائے مبارکہ کے لئے بولے جاتے ہیں، مثلاً قطب الدائرہ، غوث الاعظم، انسان کامل، قطب الاقطاب، انسان، قطب اعلیٰ، مظہر کلی، جہانگیر.......... لیکن خدا کے نزدیک

---

[۱] الحاوی ۲/ ۳۶۸: [۲] لطائف اشرفی فارسی: ۹۶،

الْمَقَامَاتِ وَالْاَحْوَالِ وَدَوَرَانُهَا عَلَيْهِ"۔[۱]

(خلیفہ باطن جو اپنے زمانہ والوں کا سردار ہوتا ہے اسے قطب کہا جاتا ہے، کیونکہ تمام مقامات واحوال اس کے اندر جمع ہوتے ہیں اور اس کے ارد گرد گھومتے ہیں)

مندرجہ بالا تعریفات سے غوث کے چند صفات واضح ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

☆"غوث" خلیفہ باطن ہوتا ہے۔

☆ذات واحد ہوتا ہے، مقام فردیت پر فائز ہوتا ہے، زمانہ بھر میں یکتا اور دنیا بھر میں ممتاز ہوتا ہے۔

☆زمانہ والوں کا ......اور اپنے زمانہ میں جماعت (اولیاء ابدال) کا سردار ہوتا ہے۔

☆ مخلوق خدا اور اولیاء اللہ کے تمام مقامات واحوال کا جامع ہوتا ہے۔

☆دنیا کے چاروں گوشے میں گشت کرتا ہے۔

☆خاص وعام پر اس کے احوال پوشیدہ ہوتے ہیں۔

☆علم، ذہانت، دنیا سے بے رغبتی، قربت الٰہی، دردمندی اور بے خوفی اس کی حقیقت ہے، جب کہ صورت سے وہ ان پڑھ، بے وقوف، دنیا میں مبتلا، خدا سے دور، تنگدل اور سہا ہوا لگتا ہے۔

☆خدائے تعالیٰ کے اسرا کا مظہر کلی اور اس کے انظار کا منظر ہوتا ہے۔

☆اسی پر اصلاحِ عالم کا دارو مدار ہوتا ہے۔

اسی سے وجود عنصری اور صورت پیکری کا قیام ہے۔

☆☆☆

---

[۱]رسائل ابن عابدین شامی: ۲۶۴

قطب اور قطب الاقطاب

اوپر کی سطروں میں علما کی توجیہ سے معلوم ہوا کہ "قطب" اور "غوث" دنیا بھر میں افضل ترین انسان ہوتا ہے۔ قطبیت و غوثیت کے اوپر اور کوئی درجہ نہیں۔ یہی جمہور علما، فقہا اور صوفیہ کا مذہب ہے، مگر بعض لوگوں نے اس مسئلہ میں تفرد کی راہ اختیار کی ہے، چنانچہ ابن عربی کہتے ہیں کہ قطب سے اوپر "قطب الاقطاب" کا مرتبہ ہے، وہ لکھتے ہیں:

"وَالْقُطْبُ الْكُبْرٰی هِیَ مَرْتَبَةُ قُطْبِ الْاَقْطَابِ وَهُوَ بَاطِنُ نُبُوَّتِهٖ ﷺ فَلَايَكُونُ اِلَّا لِوَرَثَتِهٖ لِاِخْتِصَاصِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْاَكْمَلِيَّةِ فَلَايَكُونُ خَاتَمُ الْوِلَايَةِ وَقُطْبُ الْاَقْطَابِ اِلَّا عَلٰی بَاطِنِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ"۔[۱]

(قطبیت کبریٰ............ یہ قطب الاقطاب کا منصب ہے اور وہ باطن نبوت ہے یہ منصب صرف نبی کے وارثوں کے لئے ہے کیونکہ نبی علیہ السلام کے ساتھ اکملیت خاص ہے، لھذا خاتم الولایت اور قطب الاقطاب؛ خاتم النبوت کے باطن پر ہوگا۔)

شیخ اکبر کے نزدیک "قطبیت" اور "قطبیت کبریٰ" دو الگ الگ چیزیں ہیں، فاضل بریلوی نے اس مسئلہ میں شیخ اکبر کی پیروی کی ہے اور وہ اسے "غوثیت کبریٰ" کا نام دیتے ہیں۔[۲] عام صوفیہ نے شیخ اکبر کے اس نظریہ سے اعراض کیا ہے۔ شیخ اکبر کے اس نظریہ کی نہ تو کوئی عقلی توجیہ ہے اور نہ کوئی شرعی دلیل، کیونکہ صوفیہ "غوث" کو تمام فضائل و کمالات کا جامع مانتے ہیں اور دنیا بھر میں اسے افضل ترین انسان تصور کرتے ہیں، حتی کہ اسے نبی ﷺ کا خلیفہ باطن بتاتے ہیں اور انسان کامل سمجھتے ہیں۔ "غوث" کو خلیفہ باطن کہا جائے یا اسے "باطن ختم نبوت" پر کہا جائے، نتیجۃً دونوں ایک ہی بات ہے۔ شیخ اکبر نے قطبیت کبریٰ کی جو توجیہ کی ہے وہ غوث کی

---

[۱] لطائف اشرفی فارسی:۹۵ [۲] ملفوظات:۱/ ۱۴۳،

شخصیت کے منافی نہیں۔ غوث خود بھی نبی ﷺ کی اکملیت کا پرتو ہوتا ہے اور آپ کی نبوت کی نیابت کا فریضہ انجام دیتا ہے، تو انہیں دو باتوں کی بنیاد پر "قطبیت کبریٰ" کو ایک جداگانہ منصب کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ ان دو کے علاوہ اس منصب کی چاہے جو بھی توجیہ ہو؛ غوث کی شخصیت اس سے خارج نہیں ہو سکتی، کیونکہ صوفیہ نے اپنی تشریحات سے اس منصب کی پہلے ہی بالادستی قائم کر دی ہے۔

☆☆☆

غوث پاک کے نزدیک "غوث" کی تعریف

چنانچہ علوم ظاہری و باطنی میں ہر لحاظ سے سند اور حجت کی حیثیت رکھنے والے؛ محبوب سبحانی، غوث صمدانی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے غوث و قطب کی کچھ ایسی ہی حقیقتوں کا انکشاف فرمایا ہے آیئے ان مبارک کلمات کو اپنی آنکھوں کی روشن شاہراہ سے دل و دماغ کی دہلیز تک لے جائیں.........

شیخ ابوالرضی محمد بن احمد بن داؤد بغدادی کا بیان ہے کہ: "میں اکثر ایسے شخص کی توقع کرتا تھا کہ اس سے قطب [غوث] کے صفات دریافت کروں۔ تب میں اور شیخ ابوالخلیل احمد بن اسعد بن وہب بن علی مقری بغدادی پھر ہری ۵۴۸ھ میں جامع مسجد رصافہ کی طرف گئے۔ اس میں ہم نے شیخ ابوسعد قیلوی اور شیخ ابوالحسن بن علی ہیتی رضی اللہ عنہما کو پایا۔ میں شیخ ابوسعید سے اس [غوث] کی بابت پوچھا تو فرمایا کہ: قطب وہ ہے جو ریاست ولایت، کا جلیل الشان بادشاہ ہوتا ہے۔ دنیا بھر کے باطنی معاملات جس کے سپرد ہوتے ہیں۔

میں نے کہا کہ وہ اس وقت کون ہے؟

فرمایا: ”شیخ عبدالقادر جیلانی“۔

تب مجھے تو صبر نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ ہم سب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس کی طرف حاضر ہونے کے لئے اٹھے۔ ہم میں سے کوئی نہ پہلے گیا نہ پیچھے رہا۔ اور نہ کوئی جدا ہوا۔ ہم میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ آپ کی باتیں اس مطلب میں سنیں، تب ہم نے آپ کو پایا کہ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اور جب ہم جا کر بیٹھ گئے تو آپ نے قطع کلام کر کے فرمایا کہ: میں اس شخص کی تعریف کرتا ہوں جو کہ قطبیت [غوثیت] کی صفت تک پہنچ گیا ہو:-

..........راہِ حقیقت کی تمام منزلوں تک وہ پہنچ چکا ہوتا ہے۔
..........ولایت کے سارے مقامات پر وہ ٹھہر چکا ہوتا ہے۔
..........خدا تک رسائی حاصل کرنے کی انتہائی منزل پر وہ جا چکا ہوتا ہے۔
..........مشاہدۂ جلوۂ الٰہی کے تمام گھاٹوں سے پی چکا ہوتا ہے۔
..........خدا کے حضور لے جانے والی تمام سیڑھیوں پر چڑھ چکا ہوتا ہے۔
..........ملک و ملکوت کے تمام معاملات کا مطالعہ کر چکا ہوتا ہے۔
..........وجود کے ہر مظہر میں وہ کسی نہ کسی طرح سے شریک ہے۔
..........دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے کہیں نہ کہیں سے اُس میں اُس کا دخل ضرور ہے۔
..........خدا کے جتنے نور ہیں سب کا عکس اُس پر پڑتا ہے۔
..........ولایت کے شعبوں میں تمام ترقی کرنے والوں کے اوپر اُس کا درجہ ہے۔
..........ولایت کی آخری منزل تک پہنچنے والوں کی منزلیں اُس کی دست نگر ہوتی ہیں
..........ولایت کے تمام مرتبوں پر وہ فائز ہے۔
..........اس کی ایک ایک سانس خدا کو محبوب ہے۔

..........اُس کے ہاتھ میں عزت کا قلم اور قدرت کی تلوار ہوتی ہے۔ (یعنی اذنِ الٰہی سے وہ اپنے دوستوں کو عزت دلواتا ہے اور دشمنوں کو ہلاکت۔)

..........وہ اپنے وقت کا فیصل اور محبت کے لشکروں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ (یعنی مخلوق خدا میں سب سے پیارا ہوتا ہے۔)

.... ولایت کے منصب پر کسی کو بحال کرنے اور اُس منصب سے معزول کرنے کی ذمہ داری اُسی کو سپرد ہوتی ہے۔

..........اس کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔

..........وہ ہر وقت مشاہدۂ حق میں مصروف رہتا ہے۔ وہ اپنے حال سے آشنا رہتا ہے۔

..........سب سے زیادہ دور اُسی کی ولایت کا تیر پہنچتا ہے۔

..........ولایت کی سب سے بڑی قیامگاہ اُسی کی ہوتی ہے۔

..........اس سے بڑھ کر کوئی کامل الوجود نہیں۔

..........ذرے ذرے میں جلوۂ حق کا اس سے زیادہ مشاہدہ کرنے والا کوئی نہیں۔

..........اُس سے بڑا کوئی شریعت کا پیروکار نہیں۔

..........وہ خدا سے جدا بھی ہے اور خدا سے لگا ہوا بھی۔

..........وہ زمینی مخلوق جیسا بھی ہے اور آسمانی مخلوق کی طرح بھی۔

..........وہ فرشتہ صفت بھی لگتا ہے اور غیب کی دنیا کا بھی۔

..........اِن سب کے باوجود وہ ہے آدمی ہی۔

..........وہ خلق اور خالق کے درمیان نفع بخش واسطہ ہے اور سراپا اخلاص۔

..........اُس کے لئے بھی ایک حد قائم ہے۔ سارے اوصاف اُس میں مختصر اً جمع ہو گئے ہیں۔ اُسے بھی احکام شریعت کا مکلّف بنایا گیا ہے۔

..........وہ بارگاہِ الٰہی سے ایسا متصل ہوتا ہے کہ نظارۂ جلوۂ الٰہی کے موقع پر وہ اتنا بے

[redacted]

غریب ہوتے ہیں کہ اگر اُس کا سراپا مصطفیٰ علیہ کے رنگ میں رنگا ہوا نہ ہو تو پھر کیا سے کیا ہو جائے!!!

میں جس ولایت کی بات کر رہا ہوں اگر اُسے زبان مل جائے تو پھر سنتے اور عجائبات اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھتے۔ ملخص[۱]☆

غوث کے اس مفصل حقائق واوصاف کے انکشاف کے بعد اب اس امر کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی کہ اس کے اوپر بھی "قطب الاقطاب" کا درجہ فرض کیا جائے۔

نام کے فرق سے شخصیت کا فرق لازم نہیں آتا، بلکہ نام کی کثرت؛ شخصیت کے فضائل میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "غوث" کو انسان کامل، قطب الدائرہ، قطب الاقطاب اور قطب المدار وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں، چنانچہ شیخ سرہندی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

"قطب کو اس کے اعوان وانصار کے اعتبار سے "قطب الاقطاب" بھی کہتے ہیں، کیونکہ "قطب الاقطاب" کے اعوان وانصار "قطب حکمی" ہیں"۔[۲]

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ "قطب" اور "قطب الاقطاب" ایک ہی شخص

☆ پہلے ایڈیشن میں یہاں پر دوسری عبارتیں تھیں۔ میں نے مترجم کا لفظی ترجمہ ہو بہو نقل کر دیا تھا جو اپنا مفہوم ادا کرنے سے قاصر رہا۔ اصل عربی نسخہ دستیاب نہ ہونے کی صورت میں ترجمہ کا جو کچھ مفہوم بن پڑا اُسے تلخیص کے ساتھ قلمبند کر دیا گیا ہے۔ اب پہلے کی بہ نسبت بات سمجھنے میں کافی حد تک آسانی ہو گئی ہے۔ اگر اصل عربی نسخہ دستیاب ہو تا تو سونے پر سہاگا ہو جاتا۔ راقم الحروف۔

[۱] بہجۃ الاسرار مترجم: ۲۳۹-۲۲۸-۲۳۷،

[۲] مکتوبات امام ربانی مترجم: ۱/۵۸۸-۱-۴،

کے دونام ہیں۔ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیقدس سرہ النورانی کے کلام سے بھی ظاہر ہے کہ ولایت کے تمام مراتب؛ درجہ قطبیت سے فروتر ہیں، چنانچہ امام شطنوفی لکھتے ہیں:

”راوی کہتاہے کہ آپ (عبدالقادر جیلانی) نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیاہے، پھر ایک مدت بعد ان سے کہا کہ میں تم سے پہلے یہ کہتا تھا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا اور اب تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی، جنگل وسمندر، نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے۔ راوی کہتاہے کہ کوئی ولی اس وقت ایسا نہ تھا کہ ان کے پاس نہ آیا ہو اور ان کی قطبیت کی وجہ سے سلام نہ کہا ہو“۔ [۱]

جہاں سارے اولیاء اللہ ”قطب“ کو سلام کررہے ہوں، وہاں ”قطب الاقطاب“ کے نام پر کسی ولی کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ”قطب“ پوری روئے زمین کا نگراں ہوتا ہے تو پوری روئے زمین اس کے فیضان سے معمور ہوتی ہے۔ اہل زمین اس سے اکتساب فیض کرتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ اگر قطب سے اوپر ”قطب الاقطاب“ کا درجہ فرض کیا جائے تو لازم آئے گا کہ یہ قطب اس ”قطب الاقطاب“ سے رجوع کرے اور بوقت حاجت اکتسابِ فیض...... حالانکہ اسے جو کچھ فرائض منصبی حاصل ہوتے ہیں وہ منجانب اللہ؛ رسول کی نیابت میں عطا ہوتے ہیں۔ کوئی دوسرا واسطہ اس کے اوپر خدا کے درمیان حائل نہیں ہوتا۔ وہ پوری زمین میں فرد واحد ہوتا ہے، چنانچہ شیخ عدی بن مسافر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”وہ (غوث پاک) تو زمین کے قطب ہیں، تین سو ولی اللہ اور سات سو رجال غیب؛ زمین والوں اور ہوا میں اڑنے والوں نے...... جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ میرا یہ

---

[۱] بہجۃ الاسرار مترجم:۵۶

قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے......اپنی گردنوں کو ان کے سامنے ایک وقت میں جھکا دیا تھا"۔[۱]

شیخ احمد رفاعی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔[۲]

ولایت کا ہر مرتبہ درجہ قطبیت سے نیچے ہے، چنانچہ شیخ ابو ماجد کردی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ:

"جب شیخ عبد القادر نے کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو اس وقت کوئی ایسا ولی اللہ زمین پر نہیں رہا تھا کہ جس نے اپنی گردن اللہ کے لئے تواضع کرتے ہوئے اور ان کے مرتبہ کا قرار کرتے ہوئے نہ جھکائی ہو"۔[۳]

اس سے زیادہ واضح بیان شیخ عقیل منجی کا ہے۔ ان سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ اس وقت "قطب" کون ہے؟ تو کہا کہ:

"وہ اس وقت مکہ میں مخفی ہے، سوائے اولیاء اللہ کے اور کوئی اس کو نہیں جانتا۔ اور قریب ہے کہ یہاں ایک جوان ظاہر ہوگا اور اشارہ عراق کی طرف کیا۔ وہ جوان عجمی ہوگا، لوگوں کے سامنے بغداد میں کلام کرے گا اور اس کی کرامت کو خاص و عام پہچانیں گے وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا اور کہے گا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور اولیاء کرام اپنی اپنی گردنیں اس کے لئے رکھ دیں گے۔ اور اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو میں اپنے سر کو اس کے لئے رکھتا، یہ وہ شخص ہوگا کہ جو شخص اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا خدا اس کو نفع دے گا"۔[۴]

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے لئے فضیلت کے یہ سارے مراتب اس لئے ہوں گے کہ وہ "قطب" ہیں۔ قطبیت ہی جملہ فضائل کی علت ہے۔

اس کا اور زیادہ واضح بیان؛ تاج العارفین ابو الوفا کاکیس کے ہاں موجود ہے۔

---

[۱] بہجۃ الاسرار مترجم: ۱۸، [۲] ایضاً، [۳] بہجۃ الاسرار مترجم: ۱۹، [۴] بہجۃ الاسرار مترجم: ۸،

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی جب آپ کی زیارت کو آتے تھے تو آپ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے اور حاضرین سے کہتے کہ ولی اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اکثر ان کی خاطر چند قدم چل کر ملتے اور ایک وقت میں یہ بھی کہا تھا کہ جو شخص اس جوان کے لئے کھڑا نہ ہو گا وہ کسی ولی اللہ کے لئے کھڑا نہ ہو گا۔ جب آپ سے لوگوں نے یہ بات مکرر سنی تو اس بارے میں ان کے مریدوں نے کہا تو فرمایا کہ:

"اس جوان پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے اور گویا میں علانیہ مجمع میں یہ کہتا ہوا دیکھتا ہوں اور وہ سچا ہو گا کہ "میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے"۔ پس اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے لئے جھک جائیں گی، کیونکہ اس وقت میں وہ ان کا "قطب" ہو گا۔ اب جو شخص تم سے اس وقت کو پائے گا تو اس کو اسی کی خدمت لازم ہے"۔[۱]

اس بیان سے بھی واضح ہے کہ جو قطب ہو گا وہ سارے اولیاء اللہ پر فوقیت رکھے گا۔

ایسی ہی واضح بات شیخ مکارم علیہ الرحمہ نے بھی کہی ہے کہ:

"میں خدائے عزوجل کو حاضر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ اس دن ان لوگوں میں سے جن کی تمام ملک میں ولایت قرار پا چکی تھی، خواہ قریب تھے یا بعید...... کوئی ایسا ولی نہ ہو گا مگر اس نے دیکھا ہو گا کہ قطبیت کا جھنڈا شیخ عبدالقادر کے سامنے اٹھایا گیا ہے اور فوقیت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور دیکھا ہو گا کہ ان پر دنیا و مافیہا میں عام تصرف کی خلعت ہے، جس کو چاہیں ولایت دیں اور جس کو چاہیں معزول کر دیں۔[۲]

مذکورہ بالا متعدد حوالوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ "قطبیت" اور "غوثیت" سے بڑھ کر اور کوئی درجہ نہیں۔

---

[۱] بہجۃ الاسرار مترجم: ۷-۸، [۲] [۱] بہجۃ الاسرار مترجم: ۲۰

ایک شبہ کاازالہ

ممکن ہے کچھ لوگ کہیں کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کو جو مرتبے، جو فضیلتیں اور جو منقبتیں حاصل تھیں وہ اس لئے کہ انہیں "قطبیت کبریٰ" کا منصب عطا ہوا تھا اور وہ "قطب الاقطاب" تھے۔ لازماً ان کے زمانہ میں جتنے غوث اور قطب ہوں گے سب ان سے مستفیض رہے ہوں گے اور انہیں کی طرف رجوع لاتے رہے ہوں گے؟

راقم الحروف اس کے جواب میں صرف دو باتیں عرض کرے گا:-

ایک تو یہ کہ .... عقل و نقل کی بنا پر قطبیت سے اوپر "قطبیت کبریٰ" کا کوئی منصب متعین نہیں ہو تا۔

دوسرے یہ کہ .... سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کے جو فضائل، مناقب اور مراتب؛ مشائخ نے بیان کئے ہیں ان میں کہیں "قطبیت کبریٰ" کو بنیاد نہیں بنایا گیا، بلکہ انہیں ہر جگہ "قطب" اور "غوث" ہی کہا گیا، ان کے سارے فضائل؛ قطبیت اور غوثیت کے حوالہ سے ہی بیان کئے گئے ہیں، جو اس بات کے روشن ثبوت ہیں کہ قطبیت و غوثیت ہی اصل ہے۔ اس سے الگ ہٹ کر اس کے علاوہ اور اس کے اوپر "قطبیت کبریٰ" اور "قطب الاقطاب" کا کوئی تصور نہیں۔ غوث ہی "قطب الاقطاب" ہے۔

☆☆☆

تنبیہ

بعض لوگ "غوث" سے اوپر "قطب المدار" کا ایک درجہ فرض کرتے ہیں اور کچھ لوگ اسے "غوث" کے نیچے مانتے ہیں، جیسا کہ شیخ سرہندی حضرت مجدد الف

ثانی علیہ الرحمہ کا اعتقاد ہے۔

راقم الحروف کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ: ”قطب المدار “کا منصب ”غوث “ سے علیحدہ نہیں۔ غوث ہی کو ”قطب المدار “کہتے ہیں، جیسا کہ ابن عربی کا نظریہ ہے۔[۱] اور یہ غوث کے چند ناموں میں سے ایک نام ہے، جیسا کہ ”کشاف اصطلاحات الفنون“ میں ہے۔[۲]

☆☆☆

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کا تفرد

شیخ سرہندی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اس باب میں ایک عجیب نظریہ ہے، وہ لکھتے ہیں:

”اور جان لیں کہ ہر سو سال پر ایک مجدد گذرا ہے، لیکن سو سال کا مجدّد اور ہے اور ہزار سال کا مجدّد اور ...... جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے؛ ان دونوں مجدّدوں میں بھی اسی طرح فرق ہے، بلکہ اس سے زیادہ۔ اور مجدّد وہ ہوتا ہے کہ فیوض وبرکات میں سے جو کچھ اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہے اس کے واسطے سے پہنچتا ہے، اگرچہ اس وقت کے قطب اور اوتاد ہوں اور ابدال ونجبا ہوں“۔[۳]

یہ نظریہ نہ تو شیخ سرہندی سے پہلے کسی نے پیش کیا اور نہ ہی ان کے بعد کسی نے اِسے مقبول رکھا۔ تمام اولیاء اللہ ”غوث وقطب“ کی طرف رجوع لاتے ہیں اور وہ کسی سے اکتساب فیض نہیں کرتے۔ سب پر ان کے فیضان کا سایہ ہوتا ہے۔ کوئی اس کی نگرانی سے باہر نہیں، چاہے وہ ایک ہزار سال کا مجدد ہو یا سو ہزار سال کا، چہ جائیکہ ”غوث“ ہی کسی سے اکتساب فیض کرے۔

☆☆☆

---

[۱] مکتوبات امام ربانی مترجم: ۱-۴/ ۵۸۸ [۲] کشاف اصطلاحات الفنون: ۳/ ۳۹۴،

[۳] مکتوبات امام ربانی مترجم: ۱-۲/ ۹۵۴

متفرقات

حقیقی، اصلی اور اصطلاحی "قطب" وہی ہے، جسے "غوث" کہتے ہیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ مطلقاً بغیر کسی اضافت کے بولا جائے تو اس سے "غوث" مراد ہوتا ہے۔ اور جب اس لفظ کی اضافت کسی شہر یا صوبہ یا جماعت یا کسی خاص لقب کی طرف ہو تو اس وقت "غوث" کے علاوہ ایک دوسرا شخص مراد ہوتا ہے جو اس شہر یا صوبہ یا جماعت میں افضل اور منفرد ہوتا ہے، جیسا کہ ابن عربی لکھتے ہیں:

"وَ قَدْ يَتَوَسَّعُونَ فِي هٰذَا الْإِطْلَاقِ فَيُسَمُّونَ قُطْباً كُلَّ مَنْ دَارَ عَلَيْهِ مَقَامٌ مِّنَ الْمَقَامَاتِ وَانْفَرَدَ بِهٖ فِي زَمَانِهٖ عَلٰى اَبْنَاءِ جِنْسِهٖ ، وَقَدْ يُسَمّٰى رَجُلُ الْبَلَدِ قُطْبَ ذٰلِكَ الْبَلَدِ وَشَيْخُ الْجَمَاعَةِ قُطْبُ تِلْكَ الْجَمَاعَةِ"۔[۱]

(لوگ اس لفظ کے استعمال میں وسعت اختیار کر چکے ہیں، چنانچہ ہر وہ شخص جس پر کوئی مقام گردش کرتا ہو یا وہ اپنے زمانے میں اپنے ساتھیوں سے منفرد ہو تو اسے قطب کہہ دیتے ہیں۔ شہر کے افضل انسان کو اس شہر کا قطب کہتے ہیں اور شیخِ جماعت کو اس جماعت کا قطب کہتے ہیں۔)

جیسا کہ بولا جاتا ہے.......... قطبِ بہار، قطبِ بنگالہ، قطبِ بنگلور، قطبِ بنارس، قطبُ المتوکلین، قطبُ العارفین، قطبُ الواصلین، قطبُ السالکین، اور قطبُ الارشاد وغیرہ۔ شہر یا صوبہ کی قطبیت تو صوفیہ کے ہاں ثابت ہے، لیکن ان کے نزدیک کسی ملک کی قطبیت کا کوئی منصب نہیں، چنانچہ وہ کسی کو قطبُ العرب، قطبُ الشام اور قطبُ الہند وغیرہ نہیں کہتے۔

☆☆☆

---

[۱] الفتوحات المکیہ: ۳/۱۰۱،

منصبِ غوثیت کا اجراء

امت محمدیہ میں پہلا ”غوث“ کون ہوا؟ اس بارے میں اقوال مختلف ہیں۔

.... ملا علی قاری لکھتے ہیں: ”حضور ﷺ کے زمانہ میں ”قطب الابدال“ اویس قرنی تھے“۔[۱]

.... شیخ اکبر لکھتے ہیں: ”اقطاب میں سے کچھ ظاہر الحکم ہوتے ہیں، خلافتِ باطنہ کی طرح ان کے لئے خلافت ظاہرہ بھی جائز ہوتی ہے۔ جیسے ابو بکر، عمر، عثمان، علی، حسن، معاویہ بن یزید، عمر بن عبد العزیز اور متوکل......اور کچھ وہ ہیں جن کے لئے خلافت باطنہ خاص ہے، ان کا ظاہر میں کوئی حکم نہیں چلتا، جیسے احمد بن ہارون رشید بُستی، اور ابو یزید بسطامی......اور اکثر اقطاب کو ظاہری خلافت نہیں ملتی“۔[۲]

.... شامی نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔[۳]

.... یونہی زرقانی لکھتے ہیں: ”نبی ﷺ کے بعد چاروں خلیفہ اپنے اپنے دورِ خلافت میں ”غوث“ تھے۔ پھر ان کے بعد امام حسن غوث ہوئے، یہی جمہور کا نظریہ ہے“۔[۴]

.... صوفیہ میں تونسی کا نظریہ ہے کہ نبی ﷺ کے بعد آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غوثیت کا منصب عطا ہوا“۔[۵]

.... بعض علما کا خیال ہے کہ صحابہ کے بعد عمر بن عبد العزید پہلے غوث ہوئے“۔[۶]

راقم الحروف لکھتا ہے کہ .... صوفیہ کے نزدیک حضرت ملا علی قاری کی بات کسی طرح مقبول نہیں ہو سکتی، کیونکہ غوث ”افضل زمانہ“ ہوتا ہے۔ حضرت

---

[۱] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۶۵ [۲] الفتوحات المکیہ: ۳/۱۱ [۳] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۵۶،
[۴] شرح الزرقانی: ۷/۴۷۹ [۵] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۵۶- شرح الزرقانی: ۷/۴۷۹ [۶] ایضاً

اویس قرنی علیہ الرحمہ ؛ بے شمار صحابہ کی موجودگی میں مفضول تھے، حتیٰ کہ خلفاء اربعہ، بدری صحابہ اور عشرۂ مبشرہ؛ ان سے کئی درجہ افضل تھے۔ افضل گروہ کے ہوتے ہوئے ایک مفضول شخص کو غوثیت کا منصب عطا ہونا حیرت انگیز ہے۔

تونسی کے نظریہ کو زرقانی اور شامی نے یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ سلف میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔[۱]

میں سمجھتا ہوں کہ غوث اپنے زمانہ کا سردار اور قائد ہوتا ہے۔ اور سرداری اور قیادت مرد کو عورت پر حاصل ہوتی ہے نہکہ عورت کو مرد پر۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو "غوث" قرار دینے کا مطلب یہ بنا کہ آپ تمام مرد صحابہ کی سردار اور قائد تھیں، جبکہ شریعت نے ﴿الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ﴾[۲].........(مرد عورتوں کے کفیل ہیں).........کہہ کر قیادت و کفالت اور سرداری و امارت کا منصب مرد حضرات کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

صوفیہ کے اعتقاد کے مطابق ؛ غوثیت و قطبیت "باطنی خلافت" ہے اور قطب و غوث "خلیفہ باطن" ہوتا ہے، تو پھر ظاہری خلافت پر جلوہ افروز ہونے والے خلفاء راشدین اس منصب پر کیسے فائز ہو سکتے ہیں؟

.... اگر خلافت ظاہرہ منصبِ غوثیت ہے تو پھر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس منصب سے دستبردار ہو گئے تو ان کی زندگی میں کون منصبِ غوثیت پر فائز رہا؟

.........اگر یہ کہا جائے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دستبرداری کے بعد اس خلافت کی باگ ڈور امیر معاویہ کے ہاتھ میں چلی گئی۔ لھٰذا یہ منصب بھی ادھر ہی منتقل ہو گیا......... تو میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کا ایک بچہ بھی امیر معاویہ کو غوث ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا......... اور پھر صوفیہ کے اعتقاد کے لحاظ سے غوث

---

[۴]شرح الزرقانی:۷/۲۹۷، [۲]نساء :۵/۳۴

کبھی اپنے منصب سے معزول نہیں ہوتا۔

.... یا پھر یہ کہا جائے کہ خلافت ظاہرہ کے مطابق امیر معاویہ غوث ہوئے اور خلافت باطنہ کے لحاظ سے امام حسن رضی اللہ عنہ، گویا ایک وقت میں دو غوث تھے، حالانکہ مذکورہ یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔

.... اور اگر یہ کہا جائے کہ دستبرداری کے بعد کوئی اور اس منصب پر فائز ہوا تو یہ کہنا بھی دشوار، کیونکہ لازم آئے گا کہ امام حسن سے افضل ترین بھی کوئی اس وقت موجود تھا۔

..........اور اگر یہ کہا جائے کہ دستبرداری کے بعد بھی امام حسن ہی غوثیت کے منصب پر باقی رہے، فرق یہ ہوا کہ پہلے وہ "خلیفہ ظاہر" تھے اور اب "خلیفہ باطن" ہیں تو یہ قول مدعی کے خلاف ہوگا، کیونکہ "ظاہری خلافت" کو غوثیت کا منصب قرار دیا گیا تھا۔

حیرت ہے کہ علامہ زرقانی نے خلفاء راشدین کی غوثیت کو جمہور کا مسلک قرار دیا ہے، جب کہ اس کے برخلاف علما اور صوفیہ کی تحریروں سے ثابت ہے کہ غوث: "خلیفہ باطن" ہوتا ہے، بلکہ ابن حجر ہیتمی نے صاف لکھ دیا کہ غوث " کے منصب کا اجراء حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس ہاتھوں سے ہوا ہے، چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:

"وَمِنْ ثَمَّ لَمَّا ذَهَبَتْ عَنْهُمُ الْخِلَافَةُ الظَّاهِرَةُ لِكَوْنِهَا صَارَتْ مُلْكاً لِذَا لَمْ تَتِمَّ لِلْحَسَنِ عُوِّضُوا عَنْهَا بِالْخِلَافَةِ الْبَاطِنَةِ حَتّٰى ذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ قُطْبَ الْاَوْلِيَاءِ فِي كُلِّ زَمَانٍ لَايَكُوْنُ اِلَّا مِنْهُمْ"۔[۱]

(معلوم ہوا کہ جب اہل بیت سے خلافت ظاہرہ رخصت ہو گئی کیونکہ وہ بادشاہت میں

---

[۱] الصواعق المحرقہ: ۲۲۳

بدل گئی اور امام حسن کے لئے بھی وہ خلافت پوری نہ ہوئی تو اس کے بدلہ میں انہیں خلافت باطنہ (غوثیت) سے نوازا گیا، یہاں تک کہ ایک قوم کا نظریہ ہے کہ ”غوث“ ہر زمانہ میں انہیں کی اولاد سے ہوگا۔)

شمس الحق عظیم آبادی نے بھی ابوداؤد کی شرح ”عون المعبود“ میں ایسا ہی لکھا ہے۔[۱]

ملا علی قاری بھی رقمطراز ہیں:

”بے شک مجھے اکابر سے پہونچا کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیال فتنہ وبلا؛ یہ خلافت ترک فرمائی، اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور ان کی اولاد امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا“۔[۲]

مذکورہ اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ منصب غوثیت کا اجراء؛ خلافت ظاہرہ کے ختم ہونے کے بعد ہوا ہے، گویا ”غوثیت“ خلافت ظاہرہ سے علیحدہ ایک چیز ہے۔ یہیں سے ثابت ہو گیا کہ خلفاء اربعہ غوثیت کے منصب پر فائز نہیں تھے، کیونکہ اس وقت تک اس منصب کا اجراء نہ ہوا تھا۔

یونہی بعض علما کا یہ کہنا کہ ”صحابہ کے بعد عمر بن عبدالعزیز پہلے غوث ہوئے“ لایعنی بات ہے:

ایک تو یوں کہ.......... غوثیت؛ باطنی خلافت کا نام ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ظاہری خلافت حاصل تھی۔

دوسرے یوں کہ.......... صوفیہ کی توجیہ کے مطابق حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد کوئی صحابی ”غوث“ نہ ہوا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز ۹۹ھ میں تاج خلافت سے سرفراز ہوئے[۳] جب کہ حضرت امام حسین

---

[۱] عون المعبود: ۱۱/۲۸۹ [۲] طرر الاقاعی: ۲۵، [۳] سیر اعلام النبلاء: ۵/۱۴۳

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۱ھ میں شہید ہو چکے تھے[۱] گویا ان دونوں حضرات کے بیچ کوئی غوث پیدا نہ ہوا۔ اور ۶۱ھ تا ۹۹ھ کے درمیان کا ۳۷ سالہ دور بغیر غوث کے گذرا، حالانکہ صوفیہ کا اعتقاد ہے کہ غوث کے بغیر آسمان و زمین قائم نہیں رہ سکتے۔

تیسرے یوں کہ .... بالفرض حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد بھی صحابہ کرام میں غوث ہوتے رہے تو ۱۰۰ھ تک دنیا میں صحابی رسول کا وجود ثابت ہے اور وہ بالاجماع حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں[۲] اگر یہ غوث تھے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز غوث نہ ہوں گے...... ورنہ ایک زمانہ میں دو غوث کا ہونا لازم آئے گا، کیونکہ صوفیہ کا نظریہ ہے کہ غوث کی وفات کے بعد ہی کوئی دوسرا اس منصب پر بحال ہو سکتا ہے۔ اور یہاں حضرت ابوالطفیل کی حیات ہی میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا منصبِ غوثیت پر فائز ہونا لازم آتا ہے۔ اور اگر عمر بن عبدالعزیز غوث تھے تو صحابی رسول سے پہلے ہی ان کا غوث ہونا قرار پائے گا ، حالانکہ مدعی یہ ہے کہ وہ صحابہ کے بعد سب سے پہلے غوث تھے۔

چوتھے یوں کہ .... اگر مانا جائے کہ حضرت ابوالطفیل کے علاوہ ۹۹ھ میں وفات پانے والے کسی دوسرے صحابی رسول کے فوراً بعد آپ کو غوثیت کے تاج سے نوازا گیا تو لازم آیا کہ ۹۹ھ تا ۱۰۰ھ کے درمیان بعض صحابہ کے ہوتے ہوئے؛ ایک مفضول شخص کو ”غوث“ بنا دیا گیا، حالانکہ غوث اپنے زمانہ کا افضل انسان ہوتا ہے۔ اور پھر ۹۹ھ میں وفات پانے والے بعض صحابہ کے بارے میں کسی نے نہیں لکھا ہے کہ وہ غوث تھے۔ کہ اُن صحابی رسول کی وفات پر کہا جا سکے کہ ان کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز کو غوثیت کا منصب عطا ہوا۔

☆☆☆

---

[۱] سیر اعلام النبلاء: ۴/۳۱۸ [۲] تاریخ الاسلام: ۵/۷ ۵۲

غوث کے احوال

"غوث" کے بے شمار مختلف احوال ہیں۔ جن میں سے بعض کا ذکر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے حوالہ سے ہو چکا ہے۔ یہاں پر مزید کچھ احوال رقم کیے جاتے ہیں۔ شیخ اکبر کی بعض تحریروں میں ہے کہ:

"قطب کا نام "عبداللہ" ہے اور وہ "عبدالجامع" ہے۔ وہ اصل اور نقل کے تمام ناموں سے متصف ہوتا ہے۔ وہ حق کا آئینہ، صفات مقدسہ کا مظہر اور مظاہر الٰہیہ کی روشن گاہ ہے۔ وہ صاحب وقت، عین زمان اور تقدیر کا راز ہے۔ اس کے پاس دہر الدہور کا علم ہے جس پر پردہ پڑا ہوا ہے، جو غیرت کے خزانوں میں محفوظ اور حفاظت کی چادر میں ملبوس ہے۔ اسے کوئی شبہ لاحق نہیں ہوتا اور نہ کوئی خطرہ در پیش ہوتا ہے۔ جو اس کے مقام کے خلاف ہو۔ وہ اپنی طبیعت کا حق؛ حد شرع تک پورا کرتا ہے اور روحانیت کا حق؛ حد الٰہی تک۔ وہ ترازو رکھتا ہے اور مقدار معین پر تصرف کرتا ہے۔ وقت اس کا وہ وقت کا۔ وہ اللہ کا نہ کہ غیر کا۔ اس کا حال عبدیت اور محتاجی۔ برے کو برا سمجھتا ہے اور اچھے کو اچھا۔ وہ اس جمال سے محبت کرتا ہے جو زینت میں اور لوگوں میں پنہاں ہے۔ روحیں اس کے پاس اچھی صورتوں میں پیش ہوتی ہیں۔ وہ عشق کے سبب نرم ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے لئے غیرت دار ہوتا ہے اور اللہ کے لئے غضب ناک ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ اسی حال پر قائم ہوتا ہے۔ اگر وہ خود کمانے اور روپے پیسے والا ہوتا تو وہ اپنی اُس کمائی اور دولت میں اس طرح تصرف کرتا ہے جیسے کوئی غلام اپنے مہربان آقا کے مال میں تصرف کرتا ہے۔ اور اگر اُس کی خود کی کمائی اور روپے پیسے نہیں ہوتے، بلکہ تحفے تحائف اور نذر و نیاز پر گذر بسر ہوتی ہے تو اُس کا نفس اُن (تحفے تحائف اور نذر و نیاز) پر بھروسہ کر کے کھڑا نہیں رہتا، بلکہ وہ بوقت

ضرورت اپنی خواہش طبع کے موافق اُن (تحفے تحائف اور نذر و نیاز) کے سامنے اس طرح پیش ہوتا ہے جیسے ان کے پاس وہ طبع کا سفارشی بن کر آیا ہو۔ لھذا وہ اپنی ضرورتِ طبع کے موافق تھوڑا بہت لے لیتا ہے۔ اگر وہ تحفے تحائف بھی نہیں پاتا تو اپنی ضرورت طبع کے لئے اللہ سے التجا کرتا ہے، چونکہ اسی سے سوال کیا جاتا ہے، وہی اُس کی طبیعت کا والی ہوتا ہے۔ پھر اللہ کی جانب سے اپنے سوال کی قبولیت کا انتظار کرتا ہے۔ اگر اللہ چاہتا ہے تو جلد یا بدیر اس کے سوال کو پورا کرتا ہے۔ اس کا مرتبہ مانگنے میں گریہ وزاری کرنا ہے اور اپنے حقِ طبیعت کی سفارش کرنا ہے، بخلاف اصحابِ احوال کے، کیونکہ ان سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ اُن کی ہمتوں سے ہوتا ہے اور اِس لئے بھی کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو اسباب سے دور رکھا ہے، چنانچہ وہ ربانی ہوتے ہیں۔ غوث؛ حال سے پاک ہوتا ہے وہ علم میں ثابت اور مشہود ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ تصرف کرتا ہے اگر حق تعالیٰ ہونے والی چیزوں پر اسے مطلع کرتا ہے تو وہ اس کے بارے میں اس اعتبار سے خبر دیتا ہے کہ وہ اللہ کا محتاج اور احسان مند ہے۔ وہ فخریہ ایسا نہیں کرتا۔ زمین اس کے لئے لپیٹی نہیں جاتی۔ نہ وہ ہوا میں اڑتا ہے اور نہ پانی پر چلتا ہے اور نہ بلا وجہ کھاتا ہے اور نہ مذکورہ خوارقِ عادات میں سے کوئی چیز اس پر طاری ہوتی ہے اور احوال کا اس کے پاس بہت کم گذر ہوتا ہے، وہ بھی اس امر کی وجہ سے جسے وہ حق دیکھتا ہے تو کرتا ہے، بھوک کی وجہ سے وہ اس کا مطلوب نہیں ہوتا، نہ اضطراری طور پر اور نہ اختیاری طور پر۔“۔ المختصر[۱]☆

شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ ”غوث“ کی مندرجہ ذیل علامتیں ہیں:

”عصمت، رحمت، خلافت، نیابت اور عرشِ عظیم اٹھانے والوں کی مدد اسے پہنچتی ہے۔ حقیقت ذات اور احاطہ صفات کا پردہ اس کے لئے ہٹا دیا جاتا ہے۔ بردباری اور موجودین کے درمیان فضل کی کرامت سے اسے سرفراز کیا جاتا ہے“۔ ملخص[۲]

---

[۱] الفتوحات المکیہ: ۲/ ۷۸-۷۹۔ ☆ پہلے ایڈیشن میں ترمیم کے ساتھ

[۲] کتاب الیواقیت والجواہر: ۲/ ۷۸۔

غوث کی خصوصیات وکیفیات

..........نااہل غوث کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا..........

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''غوث'' بڑے بڑے واردات کے متحمل ہوتے ہیں۔ اور وہ ان وارادات کا بوجھ برداشت کرتے ہیں؛ جن کو اٹھانے سے دنیا والے عاجز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہیبت وو قار کا پرشکوہ پیرہن زیبِ تن فرماتا ہے۔ اس لئے نگاہوں میں ان کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہوتی۔

جیسا کہ امام شعرانی نے اپنی کتاب مذکور میں تحریر فرمایاہے کہ: ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''اکثر اولیا غوث سے مِل نہیں پاتے اور نہ ہی وہ اُسے پہچانتے ہیں۔ چہ جائیکہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا انہیں دیکھے، کیونکہ پوشیدہ رہنا اس کی شان ہے۔ اگر وہ ظاہر ہو جائے تو کوئی اس کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ اہلیت نہ ہو''۔

ایک شخص کو نبی ﷺ کے پاس لایا گیا تو وہ ہیبت کے مارے کانپ اٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سکون رکھو! میں قریش کی ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھی''۔

یہ ہے اس شخص کا حال جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا چاہا تھا، حالانکہ آپ کی عادت میں بے پناہ انکساری تھی۔ اور غوث یقیناً روئے زمین میں رسول کا نائب ہوتا ہے۔

[میں کہتا ہوں] سید شریف نے فرمایا کہ: مجھ سے سیدی شیخ عثمان خطاب نے حکایت بیان کی کہ: میں عارف باللہ سیدی شیخ ابو بکر قدوسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج میں تھا۔ میں نے گذارش کی کہ مکہ میں رہنے والے غوث سے ملاقات کی جائے تو آپ

نے فرمایا: اے عثمان! تم اسے دیکھ نہ پاؤ گے۔ انہوں نے کہا: ضرور...... اور اپنے شیخ سے زمزم اور مقام کے درمیان قسم لی کہ اس کے آنے تک یہاں سے جانا نہیں۔ اچانک سیدی عثمان کا سر بوجھل ہونے لگا یہاں تک کہ داڑھی ران تک جُھک آئی۔ ایسے میں غوث تشریف لائے اور شیخ ابو بکر کے ساتھ بیٹھ کر کچھ دیر گفتگو فرمائی، پھر غوث نے آپ سے فرمایا کہ: عثمان کو خیر کی وصیت کرو، کیونکہ اگر وہ جیتا رہا تو مردانِ خدا میں سے ایک مرد ہوگا۔ جب غوث نے واپسی کا ارادہ کیا تو "سورۂ فاتحہ" اور "سورۂ لایلف قریش" کی تلاوت فرمائی اور رخصت ہوگئے شیخ ابو بکر ان کا ساتھ چھوڑ کر واپس آئے؛ سیدی عثمان کی گردن کچھ دیر جُھکی رہی۔ جب ان کی ساعت بحال ہوئی تو شیخ ابو بکر نے فرمایا: اے عثمان! غوث کی گفتگو سن کر تمہاری یہ کیفت ہوگئی اگر تم اس کا چہرہ دیکھتے تو کیا حال ہوتا؟ اس دن سے سیدی عثمان جب کسی سے مل بیٹھتے اور واپس ہوتے تو غوث کے طریقے کو تبرک سمجھ کر سورۂ فاتحہ اور سورۂ قریش پڑھا کرتے"۔[1]

.... غوث کبھی اوجھل ہوتا ہے اور کبھی سامنے آجاتا ہے:.........

حضرت مخدوم پاک سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ النورانی ارشاد فرماتے ہیں:

"غوث" لوگوں کی نظروں سے کبھی اوجھل ہو جاتا ہے اور کبھی سامنے آجاتا ہے۔

جیسا کہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کے ایک غوث کا حال منقول ہے۔ ابو سعید عبد اللہ تمیمی شافعی بیان کرتے ہیں:

"میں جوانی کے عالم میں تحصیل علم کی غرض سے بغداد آیا۔ ان دنوں ابن

---

[1] رسالہ ابن عابدین شامی: ۲۷۵-۲۷۶

سقا میرا ساتھی تھا۔ مدرسہ نظامیہ کی طالب علمی کے دور میں؛ عبادت، تعلیم اور صالحین کی زیارت سے میں مشرف ہوتا رہا۔ ان دنوں بغداد میں ایک صاحب تھے جنہیں غوث کہا جاتا تھا۔ چاہا تو چھپ گئے، چاہا تو سامنے آ گئے۔ میں، ابن سقا اور شیخ عبد القادر جیلانی [رضی اللہ عنہ] نے اس غوث کی زیارت کا ارادہ باندھا۔

ابن سقا نے کہا: میں آج ان سے ایسا مسئلہ پوچھوں گا کہ وہ جواب نہ دے سکیں گے۔

میں نے کہا: میں ان سے ایک مسئلہ پوچھ کر دیکھوں گا کہ کیا جواب دیتے ہیں؟

شیخ نے فرمایا: خدا کی پناہ! میں ان سے پوچھ تاچھ کروں؟ میں تو ان کی توجہ اور زیارت کی برکتوں کا منتظر رہوں گا۔

جب ہم تینوں ان کے پاس پہنچے تو انہیں اس جگہ نہ پایا۔ لمحہ بھر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں؟"۔ الخ[۱]

"غوث" کے چھپنے اور ظاہر ہونے کا ایک واقعہ حضرت شیخ عبد الرزاق کاشی علیہ الرحمۃ سے بھی منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"غوث" اچھے یا برے ہر حال میں پوشیدہ نہیں رہتا۔ چنانچہ "طبقات الصوفیہ" میں منقول ہے کہ ابو الحسن دراج فرماتے ہیں:

"میں دو سفر میں اپنے ہمراہیوں سے اکتا گیا تھا۔ وہ آپس میں کینہ رکھتے اور ایک دوسرے سے عار کرتے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب تنہا سفر کروں گا۔ جب تنہا سفر کرتا ہوا مسجد فارسیہ پہنچا تو مصیبت کے مارے ایک بوڑھے کوڑھی کو وہاں دیکھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی سلام کیا......

---

[۱] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۰-۱۰۱۔

اور پوچھا: اے ابوالحسن! حج کا ارادہ ہے؟

میں نے گھن کھاتے ہوئے ناگواری سے جواب دیا: ہاں!

پوچھا: کسی ہمراہی کی تلاش ہے؟

[میں نے دل میں کہا: بھلے مانسوں سے بھاگا تو کوڑھی کے ہاتھ لگا۔]

میں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: کسی کو ہمراہی بنالو۔

میں نے کہا: خدا کی قسم! کسی کو ہمراہی نہ بناؤں گا۔

اس نے کہا: اے ابوالحسن! خدا کمزور سے وہ کام لے لیتا ہے کہ طاقت والا تعجب کھاتا ہے۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے۔

اور انکار کرتا ہوا وہاں سے چل پڑا۔

دوپہر کے وقت جب میں دوسری منزل پر پہنچا تو اسے دیکھا کہ آرام سے بیٹھا ہوا ہے۔

اس نے کہا: اے ابوالحسن! خدا کمزور سے وہ کام لے لیتا ہے کہ طاقت والا تعجب کھاتا ہے۔

میں کچھ نہ بولا اور وہاں سے چل پڑا۔ لیکن میرے دل میں اس کی طرف سے ایک الجھن اور فکر پیدا ہو گئی۔ پھر میں جلد از جلد صبح کے وقت جب دوسری منزل پر پہنچا، مسجد میں داخل ہوا تو اسے دیکھا کہ آرام سے بیٹھا ہوا ہے

اس نے کہا: اے ابوالحسن! خدا کمزور سے وہ کام لے لیتا ہے کہ طاقت والا تعجب کھاتا ہے۔

میں اس کے سامنے گیا اور زمین پر گر پڑا۔

میں نے عرض کیا: میں معذرت کرتا ہوں اللہ سے اور آپ سے۔

اس نے پوچھا: تیرا کیا مقصد ہے؟

میں نے کہا: مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں ہمراہی چاہتا ہوں۔

اس نے کہا: تو نے تو کہا تھا کہ مجھے ہمراہی نہیں چاہئے۔ مجھے گوارا نہیں کہ تیری قسم ٹوٹے۔

میں نے کہا: تو ایسا کیجئے کہ ہر منزل میں آپ کی زیارت ہو۔

اس نے کہا: ٹھیک ہے۔

(یہ سن کر) سفر کی تکان اور بھوک جاتی رہی اور میرا ہر غم غلط ہو گیا۔ بس ایک فکر رہ گئی تھی کہ جلد از جلد اپنی منزل پر پہنچوں اور اسے دیکھوں۔ جب میں مکہ پہنچا تو صوفیوں سے اس قصہ کو بیان کیا۔ شیخ ابو بکر کتانی اور راور ابوالحسین مزیّن نے کہا:

”وہ شیخ جعفر مجذوم ہیں“۔

تیس سال سے ہم ان کی زیارت کے آرزو مند ہیں۔ کاش آپ انہیں دوبارہ دیکھ پاتے!

میں وہاں سے اٹھا، کعبہ پہنچا، طواف کر رہا تھا کہ انہیں دیکھا۔

میں پلٹا اور آکر اُن لوگوں سے کہا کہ: انہیں میں نے یہاں بھی دیکھا۔

وہ بولے: اس بار اگر آپ انہیں دیکھیں تو دھیان رکھیں اور ہمیں آواز دیں

میں نے کہا: ایسا ہی کروں گا۔

جب میں مکہ سے نکل کر منیٰ اور عرفات پہنچا تو پھر انہیں نہ پایا۔

کنکری مارنے کے دن کسی نے مجھے پکار کر کہا: ”السلام علیکم

یا اباالحسن!"

میں نے دیکھا کہ یہ تو وہی ہیں۔

اُنہیں دیکھ کر میرا یہ حال ہوا کہ میں چلا اٹھا اور بے خود ہو کر گر پڑا۔ اور وہ رخصت ہو گئے۔[ا]

..........غوث اکثر حالتوں میں کعبہ کی مجاوری کرتا ہے..........

بعض اولیائے کرام کی روحانیت اتنے اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے کہ وہ ایک ساعت میں متعدد مقامات پر موجود ہو جاتے ہیں۔ غوث کی روحانیت تو ان اولیاء کرام سے بھی کہیں بدرجہا بلند و بالا ہوا کرتی ہے۔ اس لئے غوث اکثر حالتوں میں کعبہ کی مجاوری کرتا ہے۔ اور اسے بارہا طواف کعبہ کرتے دیکھا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"غوث "کعبہ کے مجاور ہوتے ہیں"۔ ایک عزیز نے دریافت کیا کہ بعض اکابر دوسرے شہروں میں رہتے تھے اور وہ غوث روزگار تھے، چنانچہ حضرت ابوالعباس آمل میں، حضرت غوث الثقلین وغیرہ بغداد میں ہوئے ہیں۔ اگر غوث کے لئے کعبہ کی مجاوری شرط ہے تو یہ بات کیسے درست ہو گی؟ فرمایا: کعبہ کی مجاوری غوث کے لئے شرط لازمی نہیں ہے۔ اولیائے کاملین حق کو خدائے تعالیٰ نے ایک ایسی قوت مرحمت فرمائی ہے کہ پلک جھپکتے چند جگہوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور غوث تو ان سب سے زیادہ کامل ہوتا ہے"۔

مخدوم پاک علیہ الرحمہ کے حالات میں بھی اس قسم کا ایک واقعہ ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت نظام یمنی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت سیدی [مخدوم پاک] کے بعض مریدین آپ کے ارشاد کے موافق

[ا] لطائف اشرفی فارسی: ۹۹-۱۰۰۔

؛پہاڑوں میں مختلف جگہوں میں دس دس کوس کی دوری پر شغل (عبادت وریاضت) کررہے تھے مدت پوری کرلینے کے بعد؛ جب یہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں کے خلوت خانہ سے نکل کر حضرت مخدومی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہر ایک نے عرض کیا کہ فلاں تاریخ حضرت مخدومی میرے پاس تشریف لائے تھے اور پورا واقعہ بیان کیا اور تجلیوں میں فرق ظاہر کیا۔ جب لوگوں نے پوری تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت مخدومی اپنی خانقاہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں نکلے"۔[۱]

امام شعرانی بھی اس بارے میں خامہ فرسائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

"غوث اپنے جسم کے ساتھ جہاں اللہ چاہتا ہے موجود ہوتا ہے، وہ کسی خاص جگہ میں ٹھہرنے کا پابند نہیں، اس کی شان پوشیدہ رہنا ہے تو وہ کبھی لوہار بن جاتا ہے ، کبھی تاجر اور کبھی لوبیا وغیرہ بیچنے والا"۔[۲]

..........غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے..........

مخدوم پاک علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

"غوث "کا جسم ہر چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ لوگوں نے نقل کیا ہے کہ شیخ اکبر[ابن عربی] نے ایک شخص کو خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ کسی سے ٹکراتا نہیں تھا۔ دو آدمیوں کے بیچ سے گذر جاتا اور کسی کو دھکا نہ لگتا۔ میں نے سمجھا کہ یہ کوئی روح ہے جس نے روپ دھارن کیا ہے۔ میں بغور اُسے دیکھتا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر سلام کیا۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں اس کے ساتھ ہولیا۔ گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ یہ احمد سبتی ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس زمانہ کا غوث کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں، میرے بعد سید جلال ہوں گے اور ان کے بعد سید اشرف۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین"۔[۳]

---

[۱] لطائف اشرفی فارسی:۱۰۰، [۲] کتاب الیواقیت والجواھر: ۲/۸۱ [۳] لطائف اشرفی فارسی:۱۰۶

..........غوث کو شدید دردِ سر کی شکایت رہتی ہے..........

غوث کی ایک کیفیت یہ ہے کہ دنیا میں ہونے والی واردات کے بوجھ سے جیسے اس کا سر پھٹا جارہا ہو۔ کیونکہ آسمان وزمین کی ساری بلائیں [اور امداد] پہلے غوث پر آتی ہیں؛ پھر اس سے بچ کر دنیا میں پھیلتی ہیں۔

جیساکہ سیدی علی خواص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”چونکہ غوث رضی اللہ عنہ مخلوق پر اُترنے والی ساری بلاء وامداد کو حق سے لے لیتا ہے اس لئے اس کا سر واردات کے بوجھ سے ہمیشہ پھٹتا رہتا ہے“۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

”چونکہ آسمان وزمین کی بلائیں ”غوث“ پر پڑنے کے بعد ہی پھیلتی ہیں اس لئے وہ ہمیشہ شدید دردِ سر کا شکار رہتا ہے۔ جیسے رات دن کوئی اس کے سر پر چوٹ کر رہا ہو“۔[۱]

..........بحالی ومعزولی کا منصب غوث کو سپرد ہوتا ہے..........

مخدوم پاک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اب سے [جبل الفتح والے غوث کے انتقال فرمانے کے بعد] عہدہ دینا اور معزول کرنا اس فقیر کو عطا ہوا ہے۔ اور دورۂ عالم میرے سپرد کیا گیا ہے“۔[۲]

اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو منصب غوثیت پر فائز ہوتا ہے اسے بحالی ومعزولی کا اختیار ہوتا ہے، جسے چاہے ولایت کا عہدہ دے اور جسے چاہے معزول کردے، جیساکہ غوث پاک نے ایک کافر کو ”ابدال“ بنایا اور تین ابدال کی قوت پرواز کو سلب کرلیا۔ اور مخدوم پاک نے اپنے پیرزادہ حضرت شیخ نور **نور اللّٰہ قلبہ**

---

[۱] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۷۴،

[۲] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۳- برکات چشتیہ: ۳۵۹،

بانوار العرفان کو بنگال کی قطبیت کے عہدہ پر مامور کیا۔[۱] رہ گئی یہ بات کہ کسی کو منصبِ غوثیت پر فائز کرنے کا اختیار "غوث" کو ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں امام شعرانی کا فیصلہ ہے کہ:

"اگر یہ سوال ہو کہ غوث کو اپنے ساتھیوں یا اپنی اولاد میں سے کسی کو غوثیت کا عہدہ دینے کا اختیار ہوتا ہے یا نہیں؟ تو میں جواب دوں گا کہ: اسے اس کام کا اختیار نہیں ہوتا۔ ہمیں خبر پہونچی ہے کہ بعض غوث نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کے بعد ان کے بیٹے کو غوث بنادیا جائے، تو غیب سے آواز آئی: "یہ وراثت ظاہری امور میں ہوتی ہے، باطنی معاملات تو یہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سپرد ہیں"۔[۲]

لیکن مخدوم پاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: "غوث کی دعا سے دوسرے کو غوثیت کا عہدہ نصیب ہوتا ہے"۔ جیسا کہ غوث الثقلین حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ؛ غوث کی دعا سے اس منصب شریف سے مشرف ہوئے۔[۳] اور دلیل میں انہوں نے ابو سعید عبداللہ تمیمی شافعی کا بیان کردہ وہ واقعہ نقل کیا ہے، جبکہ وہ، ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ؛ بغداد کے غوث کی زیارت و ملاقات کے لئے گئے تھے تو وہاں پر اس غوث نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو دعائیں دی تھیں اور اپنے قریب بلا کر عزت دیتے ہوئے کہا تھا: عبدالقادر! تونے اپنے خدا اور سول کو خوش کرلیا۔ اس حسن ادب پر میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ بغداد میں منبر پر کھڑا ہو کر اعلان کر رہا ہے "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" اور میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ اس وقت کے سارے اولیا تیری تعظیم میں اپنی گردنیں جھکادیں۔[۴]

عین ممکن ہے کہ جس طرح غوث کو ولایت کے دوسرے عہدوں کی بحالی

---

[۱] لطائف اشرفی: فارسی: ۱۰۴، [۲] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۵: [۳] کتاب الیواقیت والجواھر: ۲/ ۸۲

[۴] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۱،

ومعزولی میں تصرف کا عام اختیار ہوتا ہے وَیسے غوثیت کے عہدہ میں تصرف کا اختیار نہ ہو، البتہ اسے دعا کی اجازت ہو اور اس کی دعا مقبول بھی ہوتی ہو۔

............غوث کی نماز جنازہ غوث ہی پڑھاتا ہے............

مخدوم پاک رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”[جبل الفتح والے] غوث کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد ان کی نماز جنازہ میں نے پڑھائی۔ کیونکہ غوث کی نماز جنازہ غوث کے سوا کون پڑھا سکتا ہے؟“[۱]

مخدوم پاک نے اپنے ان جملوں میں غوثیت کا ایک قانون پیش کر دیا ہے کہ ”غوث“ کی نماز جنازہ ”غوث“ ہی پڑھاتا ہے۔

............غوث کا مزار ظاہر نہیں ہوتا............

مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”حضرت شیخ عماد الدین اسماعیل ابن شیخ صدر الدین اسدی قریشی [سجادہ نشین شیخ رکن الدین ملتان] فرماتے تھے: غوث کا مزار غوث کے سوا دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے.......... مگر اس درویش ”اشرف“؛ ”حضرت غوث الثقلین“ قدس سرہٗ اور چند غوث کی قبر نہ پوشیدہ ہوئی اور نہ ہوگی، تاکہ بندگانِ خدا کو قیامت تک ان سے فیض حاصل ہوا کرے اور حاجت مند اپنی مراد کو پہونچیں“۔[۲]

حضرت شیخ عماد الدین علیہ الرحمۃ کے اس مبارک ملفوظ سے معلوم ہوتا ہے کہ غوث کا مزار غوث کے سوا کوئی نہیں جانتا...... اور مخدوم پاک کی توجیہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں چند ہی غوث کا مزار ظاہر ہوا ہے جن میں غوث پاک اور مخدوم پاک علیہ الرحمہ والرضوان کے مزار شامل ہیں۔

نیز یہ بھی کہ مخدوم پاک کے بعد اب کسی غوث کا مزار ظاہر نہ ہوگا۔

---

[۱] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۳، [۲] صحائف اشرفی: ۱۴۰،

............غوثیت کی کوئی معینہ مدت نہیں............

امام شعرانی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

"غوثیت کی کوئی معینہ مدت نہیں، غوث اپنی غوثیت کے عہدہ پر کم و بیش کئی سال تک قائم رہتا ہے، بلکہ ایک دن اور ایک گھنٹے کے لئے بھی ہوتا ہے، کیونکہ وہ ایک بڑا بھاری منصب ہے، اس لئے کہ غوث روئے زمین کے تمام بادشاہوں اور رعایا کا بوجھ اٹھاتا ہے۔[۱]

............غوث سید ہوتا ہے؟............

علامہ ابن حجر ہیتمی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت ظاہرہ کو دوسرے کے حوالے کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کی آل اولاد اور ان کے خاندان والوں کے لئے خلافت باطنہ مقرر فرمادیا۔ یعنی غوث زمانہ ان کے خاندان میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ لیکن استاذ ابوالعباس مرسی کا خیال ہے کہ سادات کے علاوہ بھی غوث ہو سکتے ہیں۔[۲]

ملا علی قاری بھی غوثیت عظمیٰ کے لئے خاندان سادات سے کسی کا ہونا قرار دیتے ہیں۔[۳]

عین ممکن ہے کہ جب غوث جملہ فضائل و کمالات کا جامع ہوتا ہے اور سیادت ایک نسلی امتیاز اور خاندانی شرافت و فضیلت ہے تو ضروری ہوا کہ غوث کو اس فضیلت و شرافت سے بھی پورا حصہ دیا جائے۔

سید...... بہر حال قابلِ تعظیم و احترام ہوا کرتا ہے۔

غیر سید پر واجب ہے کہ وہ سیدوں کے آگے عقیدت سے جھکا رہے۔

اگر غیر سید غوث ہو جائے تو اس کو سیدوں کے آگے جھکنا اور ان کی تعظیم

---

[۱] کتاب الیواقیت والجواہر: ۲/ ۸۲ [۲] الصواعق المحرقہ: ۲۲۳، [۳] طرد الافاعی: ۲۵

بجالاناہو گا۔

میں سمجھتاہوں کہ یہ بات مقام غوثیت کو زیب نہیں دیتی۔

خدا کی مشیت کہ دنیامیں دوہی غوث کا ظہور کامل ہو ااور باقی سب پردۂ خفامیں رہے اور وہ دونوں کے دونوں غوث سید ہوئے۔ ان میں ایک غوث پاک نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ ہیں جو نجیب الطرفین سید تھے اور ایک مخدوم پاک عَجَّلَ اللّٰہُ ضَرِیْحَہٗ ہیں جو حسینی سید تھے۔

..........غوث کے دووزیر ہوتے ہیں..........

غوث کے دووزیر ہوتے ہیں۔ ان دونوں کو "امامان" کہا جاتا ہے۔

ایک غوث کے بائیں جانب ہوتاہے اور ردوسرا داہنی جانب۔

بائیں جانب والے کو "عبدالملک" کہتے ہیں اور داہنے والے کو "عبدالرب"۔

غوث کی وفات پر "عبدالملک" کو غوث بنایا جاتاہے اور "عبدالملک" کی جگہ پر "عبدالرب" آتاہے اور "عبدالرب" کی جگہ پر "اوتاد" میں سے ایک شخص کو منتخب کیاجاتاہے۔

بائیں جانب والا "عبدالملک" داہنے والے "عبدالرب" سے برتر ہوتاہے۔

یہ باطنی معاملہ ہے، جسم کے اندرونی حصوں میں دل ممتاز ہوتاہے اور وہ بائیں طرف ہی ہوتاہے۔

اور "عبدالرب" عالم ملکوت کاناظر ہوتاہے ۔لھذاناظرِ عالمِ انسانی کاعہدہ؛ ناظرِ عالمِ روحانی کے عہدہ سے اعلیٰ ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ "عبدالملک" ٹھیک غوث کی جگہ پر پہنچتاہے اور عبدالرب"؛ "عبدالمک" کی جگہ پر...... "اوتاد" میں سے ایک "عبدالرب" کی جگہ

پر...... ''ابدال''میں سے ایک ''اوتاد'' کی جگہ پر...... ''اخیار''میں سے ایک ''ابدال'' کی جگہ پر...... ''ابرار''میں سے ایک ''اخیار'' کی جگہ پر...... ''نجبا''میں سے ایک ''ابرار'' کی جگہ پر...... ''نقبا''میں سے ایک ''نجبا'' کی جگہ پر...... اور عام مومنین میں سے ایک ''نقبا'' کی جگہ پر۔[۱]

یہ نظریہ عام طور سے صوفیہ کے ہاں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل روایت بھی پیش کرتے ہیں:

''قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِی الْخَلْقِ ثَلَاثُونَ قُلُوبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ...... وَلِلّٰہِ فِی الْخَلْقِ اَرْبَعُونَ قُلُوبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مُوسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ...... وَلِلّٰہِ تَعَالٰی فِی الْخَلْقِ خَمْسَۃٌ قُلُوبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ...... وَلِلّٰہِ فِی الْخَلْقِ ثَلَاثَۃٌ قُلُوبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مِیْکَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ...... وَلِلّٰہِ فِی الْخَلْقِ وَاحِدٌ قَلْبُہٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ...... فَاِذَامَاتَ الْوَاحِدُ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ مِنَ الْخَمْسَۃِ وَاِذَامَا تَ مِنَ الْخَمْسَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ مِنَ الْاَرْبَعِیْنَ وَاِذَامَاتَ مِنَ الْاَرْبَعِیْنَ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ مِنَ الثَّلَاثِمِاءَۃِ وَاِذَامَاتَ مِنَ الثَّلَاثِمِاءَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ مِنَ الْعَامَّۃِ فَبِھِمْ یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَیُمْطِرُ وَیُنْبِتُ وَیُدْفَعُ الْبَلَاءُ قِیْلَ لِعَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ کَیْفَ بِھِمْ یُحْیِ وَیُمِیْتُ قَالَ لِاَنَّھُمْ یَسْئَلُونَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِکْثَارَالْاُمَمِ فَیُکْثَرُونَ وَیَدْعُونَ عَلَی الْجَبَابِرَۃِ فَیُقْصَحُونَ وَیَسْتَسْقُونَ یُسْقُونَ وَیَسْأَلُونَ فَتَنْبُتُ لَھُمُ الْاَرْضُ وَیَدْعُونَ فَیُدْفَعُ بِھِمْ اَنْوَاعُ الْبَلَاءِ''[۲]

(رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ عزوجل کی تین سو مخلوق کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے پرتو ہوتے ہیں، چالیس کے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل کے

---

[۱] الفتوحات المکیہ: ۴/۳۷۸-لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۴-۱۰۵ [۲] حلیۃ الاولیا: ۱/۹

پر تو ہوتے ہیں، سات کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل پر تو ہوتے ہیں، پانچ کے دل جبریل علیہ السلام کے دل کے پر تو ہوتے ہیں، تین کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کے پر تو ہوتے ہیں اور ایک کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کا پر تو ہوتا ہے، جب ایک مرتا ہے تو تین میں سے کوئی اس کی جگہ پر آتا ہے، جب تین میں سے کوئی مرتا ہے تو پانچ میں سے کوئی اس کی جگہ پر آتا ہے، جب پانچ میں سے کوئی مرتا ہے تو سات میں سے ایک اس کی جگہ پر آتا ہے، جب سات میں سے کوئی مرتا ہے تو چالیس میں سے ایک اس کی جگہ پر آتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی مرتا ہے تو عام لوگوں میں سے کوئی اس کی جگہ پر آتا ہے۔ انہی لوگوں کی وجہ سے زندگی اور موت، بارش اور پیداوار کا سلسلہ قائم ہے اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود سے پوچھا گیا: یہ سلسلہ کیونکر قائم رہتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: اس طور پر کہ یہ لوگ اللہ عزوجل سے سوال کرتے ہیں کہ امتوں کی تعداد بڑھا تو اللہ تعالیٰ ان کی تعداد بڑھا دیتا ہے اور ظالموں کو بددعا دیتے ہیں تو وہ ہلاک ہو جاتے ہیں، بارش کی دعا کرتے ہیں تو لوگ سیراب ہو جاتے ہیں اور زمین پیداوار کرتی ہے اور ان کی دعا سے ہر طرح کی بلائیں دور ہوتی ہیں۔)

محدثین کے نزدیک یہ حدیث درست نہیں۔ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی نے بیک قلم اسے "جھوٹ" قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس حدیث کے گڑھنے کا الزام [redacted] ہیں) تو اس جھوٹ کو جس نے گڑھا ہے اللہ اسے ہلاک کرے۔[۱]

☆☆☆

[redacted]

[redacted]

''غوث'' کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ عوام کے بھیس میں رہتا ہے تاکہ کوئی اسے پہچان نہ سکے، چنانچہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''وہ بظاہر اس طرح زندگی بسر کرتے ہیں کہ کوئی ان کو جانتا پہچانتا نہیں، یعنی بظاہر تقویٰ وزہد و مشیخت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے، ظاہر میں عوام کی طرح رہتے ہیں اور اپنے باطن کو ماسوا اللہ سے خالی رکھتے ہیں۔ اور اپنی بزرگی کو دوسروں پر ظاہر نہیں کرتے اس وجہ سے انہیں ''مردان غیب'' کہتے ہیں''۔

لیکن اللہ نے اپنی حکمت و مشیت سے دنیا میں بعض کی غوثیت کو ظاہر فرمادیا ہے تاکہ دنیا والے غوث کے وجود کو مانیں اور اس کے حقائق و فضائل کو جانیں اور اس کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوں۔ اس دنیا میں جن کی غوثیت کا کامل ظہور ہوا ہے وہ دو ہیں:

☆ایک سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی

☆اور دوسرے سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی

ایک سوال کا جواب

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب غوث کی شان پوشیدہ رہنا ہے تو ان دونوں حضرات کی غوثیت کیونکر ظاہر ہوئی؟

جواب اس کا یہ ہے کہ غوث کے ظہور کی دو حالتیں ہیں:

ایک تو یہ کہ..........وہ خود بتائے کہ میں ''غوث'' ہوں۔

دوسرے یہ کہ.......... بعض اولیائے کرام اس کے ظہور کی پیشگوئی کریں یا ظہور کے بعد اس کی شناخت۔

مخدوم پاک علیہ الرحمہ کی غوثیت؛ مذکورہ دونوں حالتوں سے ظاہر ہے۔ چنانچہ آپ نے خود اپنی غوثیت کا اظہار بڑے دلنشیں انداز میں فرمایا ہے۔

حضرت نظام یمنی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت قدوۃ الکبرا[مخدوم پاک] نے ایک رات شیخ الاسلام کو شرف حضوری سے مشرف فرمایا۔ کچھ ہی دیر بعد حضرت قدوۃ الکبرا پر ایسی کیفیت طاری ہوئی جس کا بیان نہیں ۔ عجیب وغریب اضطراب وانقلاب تھا کہ بتایا نہیں جاسکتا۔ حضرت قدوۃ الکبرا کی حالت دیکھ کر ان پر ہیبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ خیمہ میں ٹھہر نہ سکے، بے اختیار بھاگے اور باہر آکر بیٹھ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ حضرت بے خودی کے عالم میں وجد فرمارہے ہیں۔ کوئی ایک پہر رات اسی حالت میں گذری۔

جب بے خودی جاتی رہی تو فرمایا: ”الحمد للہ! مل گیا“۔

حضرت نورالعین ، حضرت کبیر اور شیخ الاسلام اس بات کو سن کر اور اُس حالت کو دیکھ کر حیرت میں پڑگئے اور سوچنے لگے.......... کتنی عجیب وغریب بات ہے کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ بے قرار تھے اور حیرت کی آگ میں جھلس رہے تھے اور پھر خدا کا شکر بجالائے!

کسی میں ہمت نہیں تھی کہ بے قراری کی وجہ دریافت کرتا۔

یہ لوگ سرگوشی کررہے تھے کہ کس کی ہمت جو حضرت سے اس بارے میں کچھ پوچھے ؟! مگر حضرت نورالعین [جو اسرار وافکار کے بارے میں دریافت کیا کرتے تھے] نے ہمت کر کے پوچھا کہ حضرت اس قدر بے چین وبے قرار کیوں تھے؟

فرمایا: ”آج کی رات یکم رجب ۷۷۰ھ .... غوثِ زمانہ وقطبِ یگانہ [جن سے جبل الفتح پر ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا] کا انتقال ہو گیا۔ ہر بزرگ کی آرزو اور کوشش تھی کہ یہ مبارک عہدہ ہمیں حاصل ہو! مگر کسی کے بدن پر غوثیت کا پیرہن درست آیا اور نہ کسی کے سر پر غوثیت کا تاج۔

خدا نے اپنے بے پناہ لطف وکرم سے فقیر کے سر کو اس تاج کے لئے اور حقیر کے بدن کو اس پیرہن کے لئے تجویز فرمایا۔ ذلك فضل الله يؤتى من يشاء والله ذوالفضل العظيم“۔ ملخص[۱]

یوں ہی بعض اولیائے کاملین نے مخدوم پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غوثیت کے بارے میں پیش گوئی بھی کی ہے۔

جیسا کہ اعلیٰحضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

”شیخ ابن عربی نے حضرت ابو بکر سبطی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: آپ کو معلوم ہے اس وقت ”غوث زمانہ“ کون ہیں؟ فرمایا کہ: ”میں ہوں اور میرے بعد سید جلال ہوں گے اور ان کے بعد سید اشرف ہوں گے“۔

حضرت محبوب یزدانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے جد حضرت شمس الدین محمود نور بخشی قدس سرہٗ؛ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرہٗ کے زمانہ میں ہندوستان کی سیر کو تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش کے گھر مہمان ہوئے۔ سلطان موصوف جو قطب صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے؛ ان سے تعریف کی کہ میرے گھر ایک مہمان سید عالی خاندان ملک ایران کے رہنے والے تشریف لائے ہیں۔ وہ مرتبۂ ولایت میں نقبا کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں۔ قطب صاحب نے فرمایا کہ ایسے مہمان عظیم الشان کو تم نے اپنے گھر میں ٹھہرالیا

---

[۱] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۳،

ان کو ہمارے گھر ٹھہرانا چاہئے تھا۔ میں تو انہیں خواجگان چشت سے سمجھتا ہوں۔

دوسرے دن حضرت سید شمس الدین محمود حضرت قطب صاحب کے گھر مہمان ہوئے۔ حضرت قطب صاحب نے ان سے فرمایا کہ: میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں آپ کی ذریت میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوں گے اور وہ میرے سلسلے کو جاری کریں گے اور خطہ یوض جس کو "اودھ" کہتے ہیں؛ اس میں پچھم؛ حدودِ قصبہ جائس اور سترک سے لے کر پورب؛ دریائے کوسی تک...... اس درمیان میں ان کا ظہور کامل ہوگا۔

اور رسالہ غوثیہ میں حضرت خواجہ خواجگاں، معین الدین ولی الہند چشتی اجمیری نے تحریر فرمایا کہ میرے سلسلہ میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوگا اور وہ ترقی کے ساتھ میرے سلسلہ کو جاری کرے گا۔

غرض کہ جس طرح حضرت غوث الثقلین، محبوب سبحانی، قطب ربانی کے زمانۂ ظہور سے پہلے آپ کے ظہور کی بشارت مشائخ ماسبق فرماتے تھے؛ اسی طرح حضرت محبوب یزدانی کے ظہور سے پہلے اولیاء ماسبق نے آپ کے ظاہر ہونے کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

اور آپ کے پیر برحق حضرت شیخ علاؤالدین گنج نبات قدس سرہٗ نے بھی حضرت محبوب یزدانی کو خوشخبری سنائی تھی کہ تم "غوث زمانہ" ہوگے۔

اور اسی طرح حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ نے مژدۂ حصول مراتب غوثیہ اور قطبیہ حضرت محبوب یزدانی کو پہونچایا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: حضرت سیدی مخدومی و مرشدی کی ملازمت اور خدمت کے زمانہ میں آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ: "فرزند اشرف! جب

اللہ تعالیٰ آپ کو شرفِ تاجِ غوثیت سے مشرف فرمائے تو اپنے بھائی فرزند نور کے لئے قطبیت کی کوشش کرنا"۔[۱]

مخدوم پاک نے اپنی غوثیت کا اظہار فرمایا اور متعدد اولیائے کرام نے آپ کی غوثیت کے بارے میں پیشگوئی کی، لیکن بات یہیں تک ختم نہیں ہوتی، بلکہ جب آپ کو غوثیت کے تاج سے سرفراز فرمایا گیا تو آپ کو غوثیت کی خصوصیتوں اور کیفیتوں سے بھی نوازا گیا۔ غوث کی چند معروف خصوصیں اور کیفیتیں درج ذیل ہیں:

☆غوث..........تمام احوال و مقامات کا جامع ہوتا ہے۔

☆غوث..........خاندان سادات سے ہوتا ہے۔

☆غوث..........دنیا بھر میں گشت کرتا ہے۔

☆غوث کو بحالی و معزولی کا منصب عطا ہوتا ہے۔

☆غوث کو پلک جھپکتے چند جگہوں میں موجود ہونے کی قوت ہوتی ہے۔

☆بسا اوقات اس کے پاس ٹھہرنا اور اسے آنکھ اٹھا کر دیکھنا دشوار ہو جاتا ہے۔

☆غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔

☆غوث کی نماز جنازہ غوث ہی پڑھاتا ہے۔

☆..........مخدوم پاک علیہ الرحمہ تمام احوال و مقامات کے جامع تھے۔ آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے حضرات بتاتے ہیں کہ آپ کو بے شمار علوم و فنون پر کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ کی تصنیفات ہزار سے زیادہ ہے۔ آپ جہاں تشریف لے جاتے تھے وہاں کے لوگوں کے لئے انہیں کی زبان میں کتاب تحریر فرما دیتے تھے۔ آپ جانور اور جنوں کی بولی خوب سمجھا کرتے، بلکہ ان کی بولی میں ان سے باتیں کرتے۔ اور جب ولایت کے مقامات کو طے کرنا شروع کیا تو "مقام

---

[۱] صحائف اشرفی: ۱/ ۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶،

محبوبیت "سے سرفراز کیے گئے، جیسا کہ اعلیٰحضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

"حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ۲۷ شب ماہ رمضان المبارک ۸۲۷ھ کو آستانہ روح آباد کچھوچھہ شریف میں تمام ہمراہیوں کو میں نے شب قدر کی عزت سے ممتاز کیا، چنانچہ حضرت نورالعین اور حضرت محمد در یتیم اور حضرت شیخ رکن الدین شاہباز اور حضرت شیخ اصیل الدین سفید باز اور حضرت شیخ جمیل الدین جرہ باز اور حضرت شیخ عارف اور حضرت شیخ معروف اور بہت سے قلندران ہمراہی جون پور؛ تجرد سے آراستہ اور حضرت ملک محمود جو نہایت خاص مرید با اعتقاد تھے اور بہت سے خدام بارگاہ اشرفی میں اس خصوصیت انوار برکات شب قدر سے مشرف ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کے فرشتے اترتے ہیں اور حضرت رحمان کی عنایتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہاتف غیبی نے لاکھوں تعظیم اور تکریم کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی کہ "اشرف میرا محبوب ہے"۔

حاضرین محبوب یزدانی نے بڑی تعظیم کے ساتھ سر مبارک جھکایا اور شیخ نجم الدین نے بڑے اعزاز کے ساتھ آپ کا سر اپنی گود میں لے لیا۔ اس وقت حرم کعبہ شریف میں پانچ سو مشائخ اور اولیاء کرام سے موجود تھے۔ سب کی عجیب و غریب حالت ہو گئی۔ ہر ایک پر واردات کی نسیم اور گلستان مواجید کی ہوا چل گئی۔ سب نے اس بات کی مبارک باد دی۔

اسی طرح تمام بزرگان زمانہ جو حضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے...... خطاب محبوب یزدانی کے ساتھ مخاطب کرتے۔[۱]

☆.......... غوث خاندان سادات سے ہوتا ہے، چنانچہ حضرت مخدوم پاک

---

[۱] صحائف اشرفی: ۱/۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳۔

علیہ الرحمۃ والرضوان بھی؛ حضرت امام زین العابدین کی نسل محترم سے حسینی سید تھے

☆.......... غوث دنیا بھر میں گشت کرتا ہے، چناچہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان بھی ﴿سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ﴾ کی عملی تفسیر تھے اور اپنے وقت کے "جہانیاں جہاں گشت" تھے۔ آپ نے عرب و عجم کے بے شمار بلاد و امصار کی سیاحت فرمائی۔

☆.......... غوث کو بحالی و معزولی کا منصب عطا ہوتا ہے، چنانچہ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ علاؤ الحق پنڈوی قدس سرہ القوی کے فرزند نور کو قطبیت بنگالہ کا منصب عطا فرمایا۔ مخدوم پاک خود فرماتے ہیں:

"بعض دانشمندوں نے قطبیت کی دلیل طلب کی۔ اس فقیر نے حضرت مخدوم زادہ سے کہا کہ ان کی درخواست پوری کیجئے۔ اور کلمہ کی انگلی سے پہاڑ کو اشارہ کیجئے کہ جلد آوے۔ [بابا حسین خادم کا بیان ہے کہ] حضرت قدوۃ الکبرا کے منہ سے اتنی بات نکلتے ہی پہاڑ چلنے لگا۔ فرمایا: "اے پہاڑ! ٹھہر ارہ کہ میں تو پیر زادہ کو بتا سکھا رہا ہوں۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے فرمانے کے موافق مخدوم زادہ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں آ! پہاڑ جلدی سے چلنے لگا۔ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا۔ سر کو زمین پر رکھ دیا اور تعریف کرنے لگے"۔[۱]

☆.......... غوث کو پلک جھپکتے چند جگہوں میں موجود ہونے کی قوت ہوتی ہے، چنانچہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان کے بارے میں حضرت نظام یمنی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت سیدی کے بعض مریدین آپ کے ارشاد کے موافق پہاڑوں میں مختلف جگہوں میں دس دس کوس کی دوری پر شغل (عبادت و ریاضت) کر رہے تھے۔ مدت

---

[۱] برکات چشتیہ: ۳۳۶-۳۶۴۔

پوری کر لینے کے بعد جب یہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں کے خلوت خانہ سے نکل کر حضرت مخدومی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہر ایک نے عرض کیا کہ فلاں تاریخ حضرت مخدومی میرے پاس تشریف لائے تھے اور پورا واقعہ بیان کیا اور تجلیوں میں فرق ظاہر کیا۔ جب لوگوں نے پوری تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت مخدومی اپنی خانقاہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں نکلے“۔[۱]

☆......بسا اوقات غوث کو دیکھنا اور اس کے پاس ٹھہرنا دشوار ہو جاتا ہے اور ایسا تجلیِ الٰہی کے نزول کے وقت ہوتا ہے، جیسا کہ یکم رجب ۷۷۰ھ کی شب کو جب مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان کو خلعتِ غوثیت سے سرفراز کیا گیا تھا تو شیخ الاسلام وہاں موجود تھے۔ وہ خاص تجلی الٰہی کے نزول کا وقت تھا۔ شیخ الاسلام پر اس وقت عجیب و غریب ہیبت طاری ہوئی اور وہ گھبرا کر حجرہ سے باہر نکل آئے ان کے لئے وہاں ایک لمحہ بھی ٹھہرنا دشوار ہو گیا۔

☆.........غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے، چنانچہ حضرت نظام یمنی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”اکثر یہ خادم نظام یمنی حضرت کے ہاتھ پاؤں دباتا تھا۔ بارہا ایسا ہوتا کہ جب ہاتھ کمر تک لے جاتا تو ہاتھ ادھر سے ادھر پار ہو جاتا۔ میرا ہاتھ کبھی جسم مبارک پر نہیں ٹھہرتا۔ کبھی کبھی ٹھہرتا بھی تو اتنا لطیف ہوتا کہ جس کا بیان نہیں“۔[۲]

☆.........غوث کی نماز جنازہ غوث ہی پڑھاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم پاک نے جبل الفتح والے غوثِ زمانہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت مخدوم پاک سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی اپنے وقت کے غوث تھے..........

---

[۱] برکات چشتیہ: ۳۳۶-۳۶۴،

اور غوثیت کے خصائص وکوائف سے متصف تھے............

اولیاء روزگار نے آپ کو "غوث العالم" کے لقب سے یاد کیا............

اب اگر آج کوئی کسی کو "غوث" قرار دینے کی جسارت کررہا ہے تو اسے مذکورہ خصائص وکیفیات کی نشاندہی کرنی ہوگی اور اگر کسی کو "غوث العالم" قرار دینے کی جرأت برتی گئی تو اسے مخدومی کردار واوصاف کی تعیین بھی کرنی ہوگی۔

ولله الحمد وصلى الله على نبيه وعلى اله وصحبه وبارك وسلم

................ختم شد...................

ارشد جمال اشرفی

خلیفہ مجاز شیخ اعظم سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں

واستاذ جامع اشرف کچھوچھو مقدسہ

۲۱؍ جولائی ۲۰۰۰ء بروز جمعہ

مآخذ و مراجع

☆ قرآن کریم..

۱- البدایۃ والنہایۃ..................اسماعیل بن کثیر دمشقی (م ۷۷۴ھ)

۲- برکات چشتیہ.................سید شاہ نذر اشرف (م ۱۳۵۸ھ)

۳- بہجۃ الاسرار.................. سید احمد شاہ چشتی بٹالوی

۴- تاج العروس...................محمد مرتضیٰ حسینی زَبیدی (م ۱۲۰۵ھ)

۵- تاریخ بغداد..................ابو بکر احمد خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ)

۶- تاریخ الاسلام..................محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (م ۷۴۸ھ)

۷- تقریب التہذیب..................احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)

۸- الحاوی للفتاوی..................جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی (م ۹۱۱ھ)

۹- حلیۃ الاولیاء..................ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (م ۴۳۰ھ)

۱۰- رسائل ابن عابدین شامی..................محمد امین بن عابدین شامی (م ۱۲۵۲ھ)

۱۱- سیر اعلام النبلاء..................محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (م ۷۴۸ھ)

۱۲- شرح العلامۃ الزرقانی..................احمد بن محمد قسطلانی (م ۹۲۳ھ)

۱۳- صحائف اشرفی..................سید علی حسین اشرفی میاں (م ۱۳۵۵ھ)

۱۴- الصواعق المحرقہ..................احمد بن حجر ہیتمی مکی (م ۹۷۴ھ)

۱۵- طرد الافاعی..................(احمد رضا ابن نقی علی خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ)

۱۶- عون المعبود..................ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی

۱۷- الفتوحات المکیہ.................. محی الدین ابن عربی (م ۶۳۸ھ)

۱۸- الفتاوی الحدیثیه .... احمد بن حجر ہیتمی مکی (م ۹۷۴ھ)

۱۹- کتاب الیواقیت الجواھر .... عبدالوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ)

۲۰- کشاف اصطلاحات الفنون .... محمد علی بن علی بن محمد (م ۱۱۵۸ھ)

۲۱- کشف الخفاء ومزیل االالباس .... اسماعیل بن محمد عجلونی جراحی (م ۱۱۶۳ھ)

۲۲- لسان المیزان .... احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)

۲۳- لطائف اشرفی فی بیان طوائف الصوفی...... نظام حاجی غریب یمنی (م

۲۴- مجموعة الرسائل والمسائل .... تقی الدین ابن تیمیه (م ۷۲۸ھ)

۲۵- مکتوبات امام ربانی مترجم .... محمد سعید احمد نقشبندی

۲۶- ملفوظات .... (احمد رضا ابن نقی علی خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ)

۲۷- المنتظم .... ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی (م ۵۹۷ھ)

۲۸- میزان الاعتدال .... محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (م ۷۴۸ھ)

جمعیۃ الاشرف کی مطبوعات

☆ کتاب الابدال   مولانا ارشد جمال اشرفی

☆ مقام غوثیت   مولانا ارشد جمال اشرفی

☆ عمامہ اور ٹوپی کی شرعی حیثیت   مولانا ارشد جمال اشرفی

☆ دھماکہ اور چنگھاڑ کا ایک شرعی جائزہ   مولانا ارشد جمال اشرفی

☆ سرکار کلاں کی بارگاہ میں شیخ الاسلام کا خراج عقیدت
شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

☆ سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل   مولانا رضاء الحق اشرفی

☆ آدابِ صحبت وزیارتِ مشائخ   مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی
ترتیب و تحشیہ: مولانا رضاء الحق اشرفی

☆ حجۃ الذاکرین مع رسالہ قبریہ   مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی
ترجمہ: مولانا رضاء الحق اشرفی

☆ اظہار عقیدت (مجموعہ کلام شیخ اعظم)
شیخ اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی

ملنے کا پتہ

آفس جمعیۃ الاشرف جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

جمعیۃ الاشرف

طلبۂ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف کی ایک متحرک تنظیم

اجمالی تعارف

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے مشن، شبیہِ غوث اعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کی روحانی دعوت، عالم ربانی حضور سید احمد اشرف علیہ الرحمۃ کے علمی و فکری ترجمان، مخدوم المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمۃ کی دعاؤں کا ثمرہ، شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ **محمد اظہار اشرف** بانی جامع اشرف و سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ، اسلامی ہمہ گیر تحریک، وقت کی اہم پکار، حالات کی سب سے اہم ضرورت اور اسلامی اعلیٰ تعلیم کے عظیم مرکز کا نام "جامع اشرف" ہے۔ جس میں ہندوستان کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے، مختلف زبان بولنے والے سیکڑوں طلبہ کو بلا معاوضہ اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین کے بتائے ہوئے اصول پر مبنی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

انھیں طلبۂ جامع اشرف کی تنظیم کا نام ہے "جمعیۃ الاشرف"، جس کو قائدِ ملت حضرت علامہ سید شاہ **محمد محمود اشرف** مہتمم جامع اشرف و ولیعہد سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ نے اپنے دورِ طالب علمی میں قائم فرمایا.............

جس کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں :

● طلبہ میں تقریر کا ذوق پیدا کرنا ● ادبی و تحریری ذوق پیدا کرنا ● خانوادۂ اشرفیہ کی عظیم شخصیتوں کے حالات اور اسلامی لٹریچر شائع کرنا... سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل، شیخ الاسلام کا خراجِ عقیدت، مقامِ غوثیت‘ کتاب الابدال، عمامہ اور ٹوپی کی شرعی حیثیت، اظہارِ عقیدت، حجۃ الذاکرین اور اعلیحضرت اشرفی میاں: اربابِ علم و معرفت کی نظر میں اس کی بے مثال پیشکش ہے ● طلبہ میں علمی ماحول پیدا کرنا...

اس کے لیے جمعیۃ کی ایک مستقل لائبریری ہے ● بزرگوں کی یاد میں جلسہ و فاتحہ کا اہتمام کرنا.......

ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے دامے درمے سخنے ہر طرح کا تعاون فرما کر مخدومی فیضان اور بے شمار اجر کے حقدار بنیں۔

رابطے کا پتہ :

شہزادہ شیخ اعظم حضرت سید محمد اشرف چیف ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ غوث العالم
وصدر جمعیۃ الاشرف

جنرل سکریٹری جمعیۃ الاشرف، جامع اشرف، درگاہ کچھوچھہ شریف، ضلع امبیڈکر نگر 224155 (یوپی)
ٹیلی فیکس نمبر: 05274-76159